
عمران
سیریز
کِلر فورس
صفدر شاہین

عمران سیریز

کلر فورس

صفدر شاہین

مکتبہ یادگار کمرہ ۱۵ قذافی مارکیٹ اردو بازار لاہور ۲

ناشر : عبدالمالک
نام کتاب : کلر فورس
مصنف : صفدر شاہین
مطبع : ندیم یونس پرنٹرز
قیمت : آٹھ روپے صرف

عمران نے ٹپ ٹاپ نائٹ کلب کے پارکنگ لان میں کار روکی اور اتر آیا۔ ہال کے داخلی دروازے پر موجود دربان نے اُسے اپنی جانب آتے دیکھ کر حسب معمول دانت نکال دیے مگر جب عمران خلافِ معمول اُس کے ہاتھ پر پانچ کا نوٹ رکھے بغیر ہی اندر داخل ہو گیا تو دربان کا منہ بن گیا۔ عمران نے اُسے بیسیوں بار اُسے بخشش دی تھی اور وہ ہر بار عمران کی آمد پر ایک نوٹ کا متوقع رہتا تھا۔ لیکن آج عمران نے اُسے اس طرح نظر انداز کر دیا تھا۔ وجہ یہ نہیں تھی کہ اس کے پاس رقم نہیں تھی بلکہ وہ اس عادت ختم کرنا چاہتا تھا۔

رات کے نو بجے تھے بیشتر میزیں آباد تھی۔ عمران حال میں اپنی مخصوص میز کی طرف بڑھا۔ چہرے پر حماقتوں کے ڈونگرے برس رہے تھے۔ اُس کے شناسا اُسے دلچسپ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ عمران یوں تیزی سے اپنی میز کی طرف جا رہا تھا جیسے پیچھے موت لگی ہو۔ اسی تیزی میں وہ اپنی میز پر پہنچا اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھنے ہی لگا تھا کہ پاؤں رپٹ گیا اور وہ دھڑام سے کرسی سمیت فرش پر آ رہا۔

بیک وقت کئی کرخت اور سریلے قہقہے بلند ہوتے اور عمران یوں حیرت سے پلکیں جھپکانے لگا جیسے کچھ سمجھ نہ آیا ہو کہ وہ لوگ کس بات پر ہنس رہے ہیں ایک شریف آدمی اٹھا اور مسکراتا ہوا عمران کے قریب آگیا

"جناب ذرا احتیاط سے گرا کریں ــــــ" اس نے مذاقاً کہا۔

اور عمران کا ہاتھ پکڑ کر کھا اُسے اُٹھنے میں مدد دینے لگا۔ عمران تقریباً اُٹھ ہی گیا مگر پھر گر پڑا۔ اس بار اس کے ساتھ شریف آدمی بھی گرا تھا اور ہال ایک بار پھر زعفران زار بن گیا۔ عمران داد طلب نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ شریف آدمی کھسیانی ہنسی ہنستا ہوا اٹھا اور اپنی میز کی طرف بڑھ گیا جہاں بیٹھی اس کی لڑکی ہنسی کے مارے دوہری ہوئی جا رہی تھی۔

عمران کراہتا ہوا کُرسی پر ہاتھ رکھے اٹھا اور کرسی سیدھی کر کے یوں آرام سے بیٹھ گیا جیسے خطرہ ہو کہ کرسی پھر گر پڑے گی اس کی یہ حرکت بھی لوگوں کو ہنسائے بغیر نہ رہ سکی۔ اتنے میں ویٹر اس کے پاس پہنچ گیا۔

"کیا لاؤں جناب ــــــ؟" ویٹر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"پہلے منہ بند کرو ــــــ؟" عمران احمقانہ انداز میں غرّایا۔

اور ویٹر نے بوکھلا کر ہونٹ بھینچ لیے۔ عمران نے چند لمحے اُسے گھورا پھر ہاتھ اُٹھا کر بولا۔

"جاؤ ــــــ مُرغ کے سری پائے اور زبان لے کر آؤ۔"

"جی ــــــ" ویٹر نے حیران ہو کر کہا۔ "یہ تو دستیاب نہیں ہیں۔"

"اچھا ــــــ مُرغ مُسَلّم ہے ــــــ؟" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں ــــــ؟" ویٹر نے سر ہلا کر کہا۔

"جب مُرغ مل سکتا ہے تو اُس کے سری پائے اور زبان کیوں نہیں مل

" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"م م ___ مگر جناب ___!" ویٹر بوکھلاہٹ کے مارے کچھ نہ کہہ سکا۔

"اچھا ___ جاؤ کافی لے آؤ ___!" عمران نے اس طرح کہا جیسے اس کی حالت پر رحم کھا رہا ہو۔

اس کی طرف متوجہ لوگ مسکرا رہے تھے ویٹر تیزی سے مڑ گیا کہ کہیں عمران اپنا آرڈر تبدیل نہ کر دے اگلے دو منٹ بعد عمران کافی پی رہا تھا۔ کھانا وہ فلیٹ پر ہی کھا آیا تھا یہ اور بات ہے کہ سلیمان نے اُسے مونگ کی دال کھلائی تھی اور وہ صبر کے سوا کچھ نہ کر سکا تھا۔

وہ کافی کا آخری گھونٹ حلق سے اُتار رہا تھا جب کیپٹن فیاض ہال میں داخل ہوتا دکھائی دیا۔ وہ انتہائی غصے میں معلوم ہوتا تھا۔ عمران چونک پڑا۔ کیونکہ فیاض کا رُخ اُسی کی جانب تھا۔ وہ وردی میں تھا اور ہولسٹر میں ریوالور بھی دکھائی دے رہا تھا۔ عمران کے ذہن میں خطرے کا سائرن سا بجنے لگا۔ ضرور کوئی اہم بات تھی کیونکہ فیاض اتنے غصے میں پہلے کبھی نظر نہیں آیا تھا۔ اس کی آنکھیں سُرخ ہو رہی تھیں اور جبڑے بھینچے ہوئے تھے۔

وہ تیزی سے چلتا ہوا قریب آکر ایک جھٹکے سے رکا اور دوسرے لمحے اس نے عمران کے گریبان پر ہاتھ ڈال دیا۔ عمران بوکھلا گیا۔ ظاہر ہے اُسے فیاض سے ایسی توقع نہیں ہو سکتی تھی۔

"سسس ـــــ ہوپر ـــــ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے ـــــ"
وہ احمقانہ لہجے میں بولا۔

"بکواس بند کرو کتے ـــــ تم نے مجھے پاگل کر دیا ہے۔" ـــــ
فیاض دھاڑا۔

"پاگل خانے کا رُخ کیا ہوتا ـــــ یہ تو ٹپ ٹاپ ہے ـــــ"
عمران جلدی سے بولا۔

"میں تمہارا خون پی جاؤں گا عمران ـــــ!" فیاض نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

اور عمران کے منہ پر ایک گھونسہ رسید کر دیا۔ عمران نے چہرے کو بچاتے ہوئے اس کی کلائی پکڑ لی۔

"فیاض ـــــ" وہ غرایا "ہوش سنبھالو یہ ایک پبلک مقام ہے پولیس اسٹیشن نہیں۔

"پولیس اسٹیشن کی بھی ایسی تیسی اور تمہاری بھی ـــــ!" فیاض دھاڑا اور ساتھ ہی اس نے دوسرے ہاتھ کا مکا عمران کے جبڑے پر دے مارا عمران کراہ کر لڑکھڑایا اور کرسی پر گر کر دوسری جانب اُلٹ گیا۔ مگر اس نے اُٹھنے میں دیر نہ لگائی۔ اسی لمحے فیاض نے پھر اس پر حملہ کر دیا۔ لیکن اب عمران بھی فل غصے میں آچکا تھا۔ اس نے فیاض کے جبڑے پر جوابی گھونسہ رسید کیا اور فیاض دوسری جانب کی ایک میز سے جا ٹکرایا۔ میز الٹ گئی اور کرسیوں پر بیٹھی دو نوخیز لڑکیاں چیختی ہوئیں اٹھ گئیں فیاض نے

سنبھل کر ایک کرسی اٹھائی اور عمران پر دے ماری۔ عمران نے کرسی کھینچ کر آرام سے رکھ دی اور اسی لمحے فیاض نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ عمران نے اُسے دونوں ہاتھوں پر روکا اور اس کے منہ پر ایک اور گھونسہ جڑ دیا۔ فیاض پیچھے کی جانب لڑکھڑایا مگر سنبھل گیا۔

"عمران کمینے۔ دغا باز۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

فیاض کا غصّے کے مارے بُرا حال تھا۔ اور گالیاں بکتے ہوئے عمران پر جچی تلی چھلانگ لگائی اور اس بار عمران خود کو نہ بچا سکا۔ دونوں فرش پر آرہے۔ فیاض عمران کے سینے پر چڑھ کر عمران کا گلا دبانے لگا۔ سارے ہال پر خوف وہراس کی فضا طاری تھی اور لوگ حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔ ایک پولیس کپتان اکیلا ہی عمران سے لڑ رہا تھا حالانکہ وہ چاہتا تو ساری پولیس وہیں طلب کر سکتا تھا عمران بھی حیران تھا کہ آخر فیاض کو ہوا کیا ہے کہ اُس نے آتے ہی اس پر حملہ کر دیا تھا۔ کہیں اس کا دماغ تو نہیں الٹ گیا۔

فیاض دونوں ہاتھ اس کی گردن پر جمائے پوری قوت سے اُس کا گلا دبا رہا تھا۔ عمران کو اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ اس نے فیاض کے ہاتھ گردن سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی مگر فیاض کی گرفت سخت تھی۔ کلب کا منیجر بھی بھاگ کر وہاں آگیا تھا مگر وہ خوفزدہ ایک طرف کھڑا تھا۔ اُس میں جرأت نہ تھی کہ وہ انہیں چھڑانے کی کوشش کرتا۔ مگر اسے افسوس ہو رہا تھا کہ دو دوست ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے۔

دفعتاً عمران نے فیاض کے سر کے بال پکڑ کر ایک زور دار جھٹکا دیا۔ فیاض کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ عمران نے فوراً بائیں کہنی اس کی پسلیوں میں جمائی اور فیاض کراہتا ہوا بائیں جانب لڑھک گیا۔ عمران گردن مسلتا ہوا اٹھا اور دوسرے لمحے اس نے فیاض کی پسلیوں میں ٹھوکر رسید کر دی۔ فیاض کی چیخ نکل گئی اس نے جلدی سے کروٹ بدل کر ہولسٹر سے ریوالور نکالا اور عمران پر فائر کر دیا۔ گولی عمران کا بازو زخمی کرتی ہوئی نکل گئی۔ فیاض ریوالور کا رُخ اس کی جانب کیے کھڑا ہو گیا۔

"ہاتھ بلند کر لو ——" فیاض غرایا

اسی لمحے ہال میں چار سپاہی ڈرتے ہوئے داخل ہوئے۔ شاید وہ ہنگامے کی اطلاع پا کر آئے تھے۔ ایک کے پاس رائفل تھی۔ اندر آکر انہوں نے حیرت سے فیاض کا حلیہ دیکھا اور اسے سیلوٹ جھاڑا۔

"گرفتار کر لو اس ذلیل آدمی کو ——" فیاض نے انہیں حکم دیا

"فیاض —— تم آگ سے کھیل رہے ہو بے غیرت ——" عمران غرایا

"تم بے غیرت ہو۔ ذلیل آدمی جس عورت کو تم بھابی کہتے تھے، اسی کی آبرو لوٹنے کی کوشش کر کے تم نے اپنے ہی نہیں اپنے خاندان کے منہ پر بھی طمانچہ مارا ہے ——" فیاض دھاڑا۔

اس کی بات سن کر عمران ایک لمحہ کے لئے سن ہو کر رہ گیا۔ معاملہ اس کی توقع سے زیادہ خطرناک تھا۔

"بکواس بند کرو —— اگر وردی عزیز ہے تو دفع ہو جاؤ یہاں سے"

عمران غصّے سے کانپتا ہوا بولا۔

" سنا نہیں تم نے — پکڑ لو اُسے اور اس کی مُشکیں کس لو "

فیاض سپاہیوں سے بولا۔

سپاہی عمران کی طرف بڑھے۔ وہ عمران کو بھی پہچانتے تھے اس لئے وہ جھجھک رہے تھے مگر اپنے آفیسر کا حکم بھی نہیں ٹال سکتے تھے۔ عمران نے واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن باہر کھینچ دیا جسے کوئی بھی محسوس نہ کر سکا تھا

" ٹھہرو — اپنے احمقانہ آفیسر سے میری گرفتاری کا وارنٹ لے کر دکھاؤ —" عمران غزّایا

اور سپاہی رک کر فیاض کی طرف دیکھنے لگے۔

" وارنٹ تو تمہیں اب حوالات میں ہی نظر آئیں گے کمینے —"

فیاض دانت پیستا ہوا بولا۔

" زبان کو لگام دو فیاض — ورنہ تم مجھ سے اچھی طرح واقف ہو —" عمران بولا۔

" ہاں میں جانتا ہوں تم کس کے بل بوتے پر اکڑ رہے ہو۔" فیاض اُسے خونخوار نگاہوں سے گھورتا ہوا بولا۔ مگر اس معاملے میں ایکسٹو بھی کچھ نہیں کر سکے گا۔!

" تو پھر تیار رہو جاؤ — آج کے بعد تم پولیس کپتان تو کیا ایک معمولی چپراسی بھی نہیں رہو گے ؟ عمران نے غصّیلے لہجے میں کہا۔ اور تم نے مجھ پر جو شرمناک الزام لگایا ہے تمہیں وہ بھی ثابت کرنا پڑے گا۔"

وہ خود تمہارے خلاف عدالت میں گواہی دے گئی۔" فیاض نے کہا "تم ہو کس مجبول میں۔"

"پھر سوچ فیاض ۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ تمہیں پچھتانے کا موقع بھی نہ ملے۔"

"اب بھی پچھتا رہا ہوں۔" فیاض لاپروائی سے بولا۔ پھر سپاہیوں پر آنکھیں نکال کر بولا۔" میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو۔ اسے پکڑ کر تھانے لے چلو۔"

"یہ دراصل دیکھ رہے ہیں کہ تمہاری جنس تو تبدیل نہیں ہو گئی۔" عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ ۔۔۔" فیاض دھاڑا۔

سپاہی ایک بار پھر عمران کی طرف بڑھے۔ عمران خاموش رہا۔ ایک سپاہی نے جیب سے نائیلون کی ڈوری نکالی۔ دوسرے نے عمران کو بازوؤں سے پکڑ کر اس کے ہاتھ پیچھے کر دیئے۔ ڈوری والا عمران کے ہاتھ باندھنے لگا۔ ہاتھ باندھ کر وہ پیچھے ہٹا تو فیاض بولا۔

"باہر میری جیپ موجود ہے۔ لے چلو اسے۔"

سپاہیوں نے عمران کو چلنے کا اشارہ کیا۔ مگر عمران کھڑا رہا۔ اس نے فیاض سے کہا۔

"فیاض ۔۔۔ تمہیں آخری موقع دے رہا ہوں سوچ لو۔ پھر صدر مملکت بھی تمہارے لئے کچھ نہ کر سکیں گے۔"

"بکواس بند کرو — بڑے دیکھے ہیں تمہارے جیسے چمچے —"
نیاضن نے حقارت سے کہا۔
"لے چلو اسے —" ؟ وہ سپاہیوں سے مخاطب ہو کر غرایا۔
"ٹھہرو —" دفعتاً ہال کے داخلی دروازے کی جانب سے ایک غراہٹ آمیز آواز بلند ہوئی عمران کے ساتھ ساتھ نیاضن اور اس کے سپاہیوں نے بھی دروازے کی طرف دیکھا اور بے اختیار چونک پڑے۔

جولیا ہوٹل سے کھانا کھا کر نکلی تو آٹھ بج رہے تھے۔ اس نے ایک ٹیکسی انگیج کی لیکن اس سے پہلے کہ وہ ٹیکسی میں سوار ہوتی، اس نے ایک سفید فام کو اپنے قریب سے گزر کر ہوٹل میں داخل ہوتے دیکھا اور وہ چونکے بغیر نہ رہ سکی۔ کیونکہ اس سفید فام کی مونچھیں قطعی مصنوعی تھیں۔ اگر وہ جولیا کے بالکل قریب سے گزرتا تو شاید وہ اس پر توجہ نہ دیتی۔ اس کے ذہن میں آیا کہ مونچھیں مصنوعی ہیں تو وہ لازمی میک اپ میں ہو گا اور اسے میک اپ کرنے کی ضرورت کیا تھی۔ اس نے مڑ کر دیکھا۔ وہ آدمی ہوٹل میں داخل ہو چکا تھا۔

جولیا نے ٹیکسی ڈرائیور کو ایک منٹ ٹھہرنے کے لئے کہا اور خود مڑ کر ہوٹل میں داخل ہو گئی۔ وہ سفید فام جو غالباً تیس پینتیس برس کا رہا ہو گا، ایک میز پر بیٹھ چکا تھا۔ جولیا نے اس کا جائزہ لیا اور اس کے برابر میں ایک خالی میز پر آکر بیٹھ گئی — سفید فام نے اس پر چبھتی ہوئی نگاہ

ڈالی اور کاؤنٹر کی طرف دیکھنے لگا۔ جولیا نے اس کا بھرپور جائزہ لیا اور اس کا شک یقین میں بدل گیا۔ وہ آدمی میک اپ میں ہی تھا۔ اتنے میں ایک ویٹر اس آدمی کے پاس آیا اور اس نے اسے کافی لانے کی ہدایت کی۔ ویٹر جولیا کے پاس رکا تو اس نے چائے کے لئے کہا۔ اور ویٹر کے بعد سوچنے لگی کہ سفید فام میک اپ میں کیوں ہے۔ وہ کس سے اپنی اصلی شکل پوشیدہ رکھنا چاہتا تھا۔ جولیا اس کے تعاقب کا فیصلہ کر چکی تھی ویٹر دونوں کے لئے چائے اور کافی لے آیا۔ دونوں نے ایک ساتھ کافی اور چائے ختم کی۔ کافی پینے کے بعد اس شخص نے ویٹر کو بلا کر بل لانے کے لئے کہا تو جولیا اٹھ گئی۔ کاؤنٹر پر بل ادا کر کے وہ باہر نکل آئی۔ پہلی ٹیکسی جا چکی تھی دوسری ٹیکسی موجود تھی۔ جولیا اس میں بیٹھ گئی۔

"کہاں چلوں میم صاحب —— ؟ ڈرائیور نے انجن اسٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا۔

"ایک منٹ ٹھہر جاؤ ——" جولیا نے کہا۔

پھر پرس سے دس روپے کا ایک نوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھاتی ہوتی بولی۔

"یہ تمہارا انعام ہے۔ کرایہ بھی ملے گا۔ ایک انگریز آرہا ہے۔ اس کا تعاقب کرنا ہے۔ لیکن اسے شبہ نہیں ہونا چاہیے۔ دو قدم آگے جا کر رک جاؤ ——"

ڈرائیور نے نوٹ اپنی جیب میں ڈالا اور ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ ہوٹل

کے گیٹ سے سات آٹھ گز آگے جا کر اس نے ٹیکسی رُک دی۔ جولیا مڑ کر ہوٹل کے گیٹ کی طرف دیکھنے لگی۔ چند لمحوں بعد مصنوعی مونچھوں والا سفید فام باہر آیا اور سڑک کے دوسرے کنارے کھڑی سبز رنگ کی کار کی طرف بڑھ گیا۔

"اس سبز کار کا تعاقب کرنا ہے۔" جولیا نے ڈرائیور کو اس جانب متوجہ کیا۔

"آپ فکر ہی چھوڑ دیں میم صاحب ـــ سالے کے فرشتوں کو بھی پتہ نہیں چلے گا۔"

جولیا مسکرا دی۔ جونہی سبز کار وہاں سے روانہ ہوئی، ڈرائیور نے ٹیکسی اس کے پیچھے لگا دی۔ جولیا سمجھ گئی کہ ڈرائیور اس معاملے میں اناڑی ہے

"ذرا درمیانی فاصلہ رکھ کر چلو۔ اس طرح تو اُسے فوراً شک پڑ جائے گا۔" اس نے ڈرائیور سے کہا۔

ڈرائیور نے رفتار کم کر کے درمیانی فاصلہ بڑھا دیا۔ تقریباً پندرہ منٹ کے سفر کے بعد سبز کار جالا بار ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں مڑ گئی جولیا نے ٹیکسی باہر ہی رکوالی۔ اس نے ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور اُتر کر ہوٹل میں داخل ہو گئی۔ کمپاؤنڈ میں سبز کار خالی تھی۔ وہ ہال میں داخل ہوئی تو سفید فام بائیں جانب بنے اوپر جانے والے زینوں کے اختتام پر غائب ہوتا دکھائی دیا۔

جولیا نے ایک لمحہ کے لئے سوچا پھر زینوں کی طرف بڑھ گئی زینے چڑھ کر وہ بالائی منزل پر پہنچی تو سفید فام کہیں نظر نہ آیا۔ وہاں دونوں، طرف کمرے بنے ہوئے تھے جن کی تعداد بیس کے قریب رہی ہو گی۔ چند،

ایک میں روشنی ہو رہی تھی۔ جولیا کو اب تک اس کے سوا کوئی بات معلوم نہیں ہوئی تھی کہ وہ سفید فام میک اپ میں تھا۔ اور وہ مزید معلومات حاصل کئے بغیر واپس نہیں جانا چاہتی تھی۔ آج کل اگرچہ اُن کے پاس ایسا کوئی کیس نہیں تھا جس میں غیر ملکی ملوث رہوں۔ لیکن اس کے ذہن پر ضد سوار ہو گئی تھی اور وہ ہر صورت میں معلوم کرنا چاہتی تھی کہ سفید فام میک اپ میں کیوں ہے۔ آخر کس مجبوری کے تحت اسے شکل بدلنا پڑی؟

اس نے ایک روشن کمرے کی ہول سے اندر کا جائزہ لیا مگر اس میں مطلوبہ آدمی نظر نہ آیا۔ وہ دبے پاؤں دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ اس میں بھی سفید فام نہیں تھا۔ مگر تیسرے کمرے میں جھانکنے پر وہ نظر آ گیا۔ مگر اس بار اس کے چہرے سے مونچھیں غائب تھیں اور وہ کمرے میں اکیلا ہی نہیں تھا۔ ایک اور سفید فام اس کے سامنے کرسی پر بیٹھا تھا۔ جولیا نے کی ہول سے کان لگا دیا۔

"یہ تو تم نے بتایا نہیں پارکر کہ مشن کا کیا رہا—؟" دوسرے آدمی کی آواز سنائی دی۔

"مشن پورا کر آیا ہوں—" پارکر نامی شخص کی آواز سنائی دی جس کا جولیا نے تعاقب کیا تھا۔

"تعاقب تو نہیں ہوا تمہارا—؟" اس کے ساتھی نے پوچھا

"نہیں— لیکن اگر ہم وہاں سے نکلنے میں ذرا بھی سستی کرتے تو یقیناً پکڑے جاتے—" پارکر بولا۔ "براؤن وہاں سے باس کی طرف چلا گیا اور

میں اِدھر آگیا۔"

"براؤن نے اپنا کردار تو اچھی طرح ادا کیا تھا۔"

"بالکل۔ بلکہ اس کی نیت بدل گئی تھی اور وہ سچ مچ جذبات میں آگیا تھا۔ اگر پکڑے جانے کا خوف نہ ہوتا وہ اُس سے پوری طرح لطف اندوز ہوتا۔"

"بیان جاری رکھو ۔۔۔۔؟ دوسرا آدمی ہنس کر بولا" مگر ظاہر ہے تم تو باہر رہے ہونگے۔"

پارکر کی آواز دوبارہ سنائی دینے لگی۔ جولیا پر ایک عجیب انکشاف ہو رہا تھا۔ اور وہ سوچ رہی تھی کہ مجرم ہے کوئی بھی ہیں ان کا طریقہ کار ملکہ منفرد ہے۔

دفعتًا دروازہ کھلا اور کسی نے اسے بالوں سے پکڑ کر اندر گھسیٹ لیا۔ جولیا جلدی سے سنبھلی ورنہ فرش پر منہ کے بل جا گرتی۔ اسے اندر کھینچنے والا پارکر کا ساتھی تھا جو دروازہ بند کئے اور ہاتھ میں ریوالور لیئے اُسے گھور رہا تھا بلکہ پارکر حیرت سے جولیا کو دیکھ رہا تھا۔

"اوہ ۔۔۔۔ مائیکل ۔۔۔۔ اسے تو میں نے ایک ہوٹل میں کافی پیتے ہوئے اپنے قریب کی میز پر دیکھا تھا۔" پارکر حیرت زدہ لہجے میں بولا

"یہ اتفاق ہی ہے کہ مجھے دروازے کے نیچے سایہ دکھائی دیا تھا"

مائیکل بولا" اسی لئے میں نے تمہیں مسلسل بولنے کے لئے کہا تھا۔"

"کون ہو تم ۔۔۔۔؟" پارکر نے سخت لہجے میں جولیا سے پوچھا۔

"بکواس بند کرو اور مجھے جانے دو ورنہ میں شور مچا دوں گی۔"
جولیا غرائی۔
"مگر یہ ریوالور شور نہیں مچاتا۔" مائیکل نے مسکرا کر کہا "اس پر سائیلنسر لگا ہوا ہے۔ اس لئے سیدھی طرح اگل دو کہ تم ہماری باتیں کیوں سن رہی تھیں۔"
"میں صرف یہاں سے گزر رہی تھی۔" جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔
"جب کہ میں نے تمہیں کی ہول سے کان لگاتے دیکھا تھا۔" مائیکل نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "اب تم کچھ اگلو گی یا کوئی دوسرا طریقہ اختیار کیا جائے۔ جلدی بتاؤ۔"
"یہ یقیناً خفیہ پولیس یا سیکرٹ سروس کی رکن ہو گی۔" پارکر نے جولیا کو گھورتے ہوئے کہا۔
"تم دونوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ظاہر ہے میں سوئس ہوں۔ میرا اس ملک کے اداروں سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔" جولیا نے نرم لہجے میں کہا "بہتر ہے کہ مجھے جانے دو ورنہ مجھے پولیس کو رپورٹ کرنی پڑے گی۔"
دفعتاً مائیکل چونکا۔ پھر یکدم مسکرا کر بولا۔
"یہاں سے بچ کر جاؤ گی تو پولیس کو رپورٹ کرو گی نا مس جولیا نافٹز واٹر۔"

"اوہ — واقعی —؟" پارکر اچھل پڑا۔ یقیناً یہ جولیا ہی ہے مائیکل فوراً باس کو کال کر کے اطلاع دو —"

"تم اس پر نظر رکھو —" مائیکل تیزی سے بولا۔

اور پارکر نے ریوالور نکال کر جولیا پر تان لیا جولیا پریشان نظر آ رہی تھی۔ مائیکل میز پر رکھے فون کے قریب آیا اور رسیور اٹھا کر نمبر ملانے لگا۔ جولیا کا دماغ تیزی سے اس سچویشن کا حل ڈھونڈنے میں مصروف تھا

"یس سر — مائیکل بول رہا ہوں —" سلسلہ ملنے پر مائیکل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

اس کے بولنے پر ایک لمحہ کے لئے پارکر نے اس کی طرف دیکھا اور اسی لمحے جولیا نے اپنا ہنڈ پرس اس کے ریوالور والے ہاتھ پر دے مارا ریوالور پارکر کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گرا۔ جولیا نے فوراً ہی اس پر چھلانگ لگا دی —

دروازے میں ایک نقاب پوش کھڑا تھا۔ اس کے پیچھے انسپکٹر ارشد اور چار سپاہی موجود تھے — فیاض نقاب پوش کی آواز پہچان چکا تھا۔ وہ سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو تھا ایکسٹو کو دیکھ فیاض نے سلوٹ مارا تب اس کے ساتھی سپاہیوں کی ایڑیاں بھی بج اٹھیں۔ گوک عمران اور فیاض

سے توجہ ہٹا کر ایکسٹو کو دیکھنے لگے۔

"انسپکٹر۔۔۔۔" ایکسٹو نے مڑے بغیر انسپکٹر راشد سے کہا "کیپٹن کی وردی اتار دو۔"

ایکسٹو کا حکم سُن کر فیاض پر بوکھلاہٹ کا دورہ پڑ گیا۔ وہ پہلے ہی حیرت زدہ تھا کہ ایکسٹو کو اس واقعہ کا کیسے علم ہوا؟ بھرے کلب میں وردی اترنا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔

"مم۔۔۔ مگر۔۔۔ جناب۔۔۔ میرا قصور۔۔۔۔" وہ ہکلانے لگا۔

"قصور" ایکسٹو غرایا۔ "کیا یہ کم ہے کہ تم نے سیکرٹ سروس کے ایک ممبر کو نہ صرف اس کلب میں بیسیوں لوگوں کے سامنے بے عزت کیا بلکہ اُسے گرفتار کر کے لے جا رہے تھے۔"

"ج۔۔۔ جناب۔۔۔ یہ مجرم ہے۔" فیاض بوکھلاہٹ زدہ لہجے میں بولا۔ "اس نے میری غیر موجودگی میں میری بیوی کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تھی۔"

"بکواس بند کرو۔۔۔ یہ الزام بالکل غلط ہے۔" ایکسٹو نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "تم اچھی طرح جانتے ہو کہ عمران کس کردار کا مالک ہے۔ اگر یہ درست بھی مان لیا جائے تو تم نے اس کے خلاف پرچہ درج کیوں نہیں کرایا اور اس کے وارنٹ گرفتاری کہاں ہیں۔"

"جناب۔۔۔ میری بیوی اسے اچھی طرح پہچانتی ہے۔" فیاض مردہ سی آواز میں بولا۔

"شٹ اپ" ایکسٹو غرایا۔ "انسپکٹر سنا نہیں تم نے"

وہ اس کی غراہٹ سن کر انسپکٹر ارشد تیزی سے فیاض کی طرف بڑھا۔ عمران مسکرا رہا تھا۔

"سر۔ مجھے معاف کر دیں۔" فیاض بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "شاید مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔"

"شاید نہیں حقیقتاً تم نے ایک ناقابل تلافی جرم کیا ہے" ایکسٹو بولا۔ "عمران اس وقت ڈیوٹی پر تھا اور ایک دشمن جاسوس کی نگرانی کر رہا تھا۔ تمہاری مداخلت سے وہ جاسوس فرار ہو گیا۔ تم پر مقدمہ چلایا جائے گا اور یقیناً بارہ سال کے لئے تم جیل چلے جاؤ گے۔"

فیاض نے التجا آمیز نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھا مگر عمران یوں لاپرواہ نظر آ رہا تھا جیسے اس کا اس واقعہ سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ اس نے آستینوں کے کفوں میں چھپے تیز دھار بلیڈوں سے ہاتھوں کی بندش کاٹ کر ہاتھ آزاد کرا لئے تھے۔ انسپکٹر ارشد نے قریب آ کر پہلے تو فیاض کے کندھوں اور سینے سے بیج نوچے۔ پھر اُسے وردی اتارنے کا حکم دیا مگر حکم دیتے وقت اس کی آواز میں لرزش تھی۔ کچھ بھی ہو فیاض اُس کا آفیسر تھا۔ ارشد جیسے بیسیوں انسپکٹر اس کے ماتحت تھے۔

"سر۔۔۔ فیاض بولا" میں وردی اتارنے سے انکار نہیں کروں گا۔ مگر آپ میری تھوڑی سی تو عزت رکھ لیں۔ میں تھانے جا کر وردی اتار دوں گا۔"

"نہیں کیپٹن ـــ" ایکسٹو سختی بولا ۔" اگر تمہیں اپنی عزت کا احساس ہوتا تو تم عمران کی بھی عزت کرتے اور اسے یوں بھرے کلب میں، ذلیل نہ کرتے کیا عمران نے تم سے بار بار یہ نہیں کہا تھا کہ سوچ لو بعد میں پچھتاؤ گے ۔ پھر تم نے میرے اختیار کو چیلنج کیا کہ ایکسٹو عمران کو نہیں بچا سکے گا ۔"

" سر ـــ شاید غصے میں کہہ بیٹھا ہوں گا ـــ ورنہ آپ کے اختیارات تو میں بھی جانتا ہوں ـــ" فیاض نے کہا ۔

" اور اس کے باوجود بھی تم نے میرے ماتحت کو نہ صرف گالیاں دیں بلکہ اسے گرفتار بھی کر لیا تھا ـــ یہ معمولی جرم نہیں کہ تم سے رعایت کی جائے اس کی سب سے پہلی سزا یہی ۔ تاکہ تم آئندہ کسی حریف آدمی کو تنگ نہ کرو ـــ اتار دو وردی ورنہ یہ سپاہی خود ہی وردی اتار لیں گے ۔ یہاں سے تم محض ایک انڈرویئر میں گھر تک جاؤ گے ـــ"

ایکسٹو اُسے کسی صورت بخشنے پر آمادہ نظر نہیں آتا تھا ۔

اور فیاض کا یہ حال تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں ۔ اُس کا چہرہ یرقان کے مریض کی مانند زرد ہو رہا تھا ۔ ایکسٹو کے رعب اور خوف سے اُسے پسینہ آ رہا تھا اور اس کی پتلون گیلی ہو چکی تھی اس نے ایکسٹو کی طرف اور پھر عمران کی طرف رحم طلب نگاہوں سے دیکھا ۔ اور پھر اپنی قمیض کے بٹن کھولنے لگا ۔ عمران نے سوچا بیچارے کے ساتھ بہت ہو چکی ہے ۔ اس نے ایکسٹو یعنی بلیک زیرو کو آنکھ سے

مخصوص اشارہ کیا۔

"عمران — مجھے ایک جگہ وقت پر پہنچنا ہے۔ تم اس سے میرے احکامات کی تعمیل کراؤ" ایکسٹو نے عمران سے کہا۔ اور مڑ کر دروازے کی طرف چل دیا۔ اس کے باہر جاتے ہی فیاض قمیض کے بٹن بند کرنے لگا۔

"کیا کر رہے ہو۔ اتارو کپڑے۔ یہ ایکسٹو کا حکم ہے" عمران غرایا فیاض کے چہرے پر تیمی پھیلی ہوئی تھی۔ منیجر نے آگے بڑھ کر عمران سے کہا "عمران صاحب — کیا آپ ان کی سزا معاف نہیں کرا سکتے —"

"کرا سکتا ہوں" عمران نے احمقانہ انداز میں سر ہلا کر کہا "مگر ایک شرط ہے"

"کپتان صاحب کی جگہ میں آپ کی شرط پوری کرنے کے لئے تیار ہوں" منیجر جلدی سے بولا۔ "بتائیں —"

"اچھا — شرط یہ ہے کہ فرش پر سر کے بل کھڑے ہو کر سو تک گنتی کہو" اس کی شرط سن کر وہ لوگ بے اختیار ہنس پڑے جو فیاض کی آمد سے اب تک حیران و پریشان کھڑے تھے۔

"پر یہ تو ذرا مشکل ہے" منیجر کھسیانا ہو کر بولا۔

"مگر فیاض کے لئے بہت آسان ہے۔ اسکول میں ماسٹر سزا کے طور پر اسے سر کے بل کھڑا کر کے پیٹتے تھے اور پھر پہاڑے یاد کرتا تھا" عمران، حماقت آمیز سنجیدگی سے بولا۔

"بہت مشہور ہو تم ـــــ" فیاض زخمی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ بہر حال کہو تو اتاروں وردی ـ"

"ارے نہیں ـــ" عمران بوکھلا کر بولا "خدا کا خوف کھاؤ۔ یہاں لیڈیز موجود ہیں ۔ مجھے شرم آئے گی ۔ میاں تم گھر ہی جا کر اتارنا اُسے ـــ"

اس پر ایک قہقہہ پڑا فیاض مسکراتا ہوا بولا " کیا تم نے مجھے معاف کر دیا ہے ـــ ؟"

"ہرگز نہیں ـــ تم نے مجھ پر ایک ہی شرمناک الزام لگایا ہے ـ" عمران سنجیدگی سے بولا "۔ تم نے یہ بھی خیال نہ کیا کہ آج کل میک اپ بہت ترقی کر گیا ہے ۔ ممکن کوئی میرا ہمشکل بن گیا ہو ـ"

"اوہ ـــــ" فیاض ہمشکل کے الفاظ پر بُری طرح چونکا " واقعی ـــ اس کا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا تھا ۔ غصّے میں اس پہلو پر دھیان نہیں دے سکا تھا ـ"

" عمران اسے معاف نہیں کرنا چاہتا تھا مگر اُسے یہ معلوم بھی کرنا تھا کہ ایسا بیہودہ واقعہ کیونکر پیش آیا ۔ اور وہ کون تھا ۔ جسے فیاض کی بیوی نے عمران سمجھا۔

"آؤ ـــ اب ان لوگوں کو کوئی اور کام کرنے دو ـ" عمران نے اس سے کہا پھر انسپکٹر ارشد کو آنکھ مار کر بولا ۔

" تم بھی چلتے پھرتے نظر آؤ ـــ ضرورت پڑی کپتان صاحب کی وردی اتارنے کے لئے تمہیں بلالوں گا ـ"

فیاض نے انسپکٹر ارشد کی طرف دیکھا تو اس نے نگاہیں جھکا لیں فیاض

عمران کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ اپنی ٹوسٹیر میں فیاض کے گھر جا رہا تھا۔ فیاض کی جیپ آگے تھی۔ فیاض کے گھر پہنچ کر وہ فیاض کے ساتھ اس کی بیوی کے کمرے میں داخل ہوا تو اس کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔ شاید وہ روتی رہی تھی۔ عمران کو دیکھ کر اس نے نفرت سے منہ پھیر لیا۔

"مجرم حاضر ہے بھابی ــــ" عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

"بکواس بند کرو۔ اپنی ناپاک زبان سے مجھے بھابی کہتے ہوئے تمہیں ڈوب مرنا چاہیے ــــ" وہ غرا کر بولی۔

"ارے ــــ میں اصلی عمران ہوں بھابی ــــ" عمران بولا۔

اس بار فیاض کی بیوی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تھا۔ چند لمحے عمران کا جائزہ لیتی رہی۔ فیاض غور سے اس کے چہرے کے تاثرات نوٹ کر رہا تھا۔

"ہوں ــــ واقعی تم اصلی ہو ــــ مگر ــــ مگر وہ کون تھا" وہ ہکلا کر بولی۔

"پہلے آپ میرے چند سوالوں کے جواب دیجئے" عمران صوفے پر بیٹھتا ہوا بولا۔ فیاض چائے کا کہنے چلا گیا۔ عمران نے اس کی بیوی سے سوالات کئے تو معلوم ہوا کہ وہ آدمی عمران سے قد میں ذرا سا بڑا تھا۔ اس نے سلیٹی کلر سوٹ پہنا ہوا تھا۔ وہ شاید عقبی دیوار پھاند کر اندر آیا تھا۔ اس نے کمرے میں داخل ہوتے ہی ریوالور فیاض کی بیوی پر تان لیا تھا اور اسے لباس اتارنے کا حکم دیا تھا اس کی لعن طعن کے جواب میں اس نے جو کہ عمران کا ہمشکل تھا۔ زبردستی فیاض کی بیوی کی قمیص پھاڑ ڈالی۔ اس سے قبل کہ وہ مزید کوئی حرکت کرتا کہیں سے الو کی کرخت آواز آئی اور وہ اچھل کر کمرے سے نکل بھاگا۔ وہ عمران کے لہجے کی نقل

کرتا رہا تھا مگر بار بار کھانستا بھی تھا۔ اس کے چہرے پر ایک لمحہ کے لئے بھی حماقت طاری نہیں ہوئی تھی نہ اُس نے کوئی احمقانہ بات کی تھی۔ عمران نے ان باتوں سے اندازہ لگایا کہ کوئی مجرم اُسے پھنسانا چاہتا ہے اور وہ یہاں اکیلا نہیں آیا تھا اُلو کی آواز کا سگنل دینے والا اس کا ساتھی رہا ہوگا۔ وہ عمران کو اس واقعہ میں الجھا کر کوئی اور مقصد حل کرنا چاہتے تھے۔

"تمہیں کس نے بتایا تھا کہ میں ٹپ ٹاپ میں ہوں"؟ عمران نے فیاض سے پوچھا۔

"تم نے خود ہی تو فون کر کے بتایا تھا کہ ٹپ ٹاپ میں آ جاؤ" فیاض بولا "مگر یقیناً ایسا تمہارے ہمشکل نے کیا ہوگا"

عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "اچھا میں چلتا ہوں۔ کہیں میرا ہمشکل کوئی اور واردات نہ کر بیٹھے"

"میری ملازمت کا کیا بنے گا"؟ فیاض نے آہستہ سے پوچھا۔

"میں کوشش کروں گا۔ ایکسٹو تمہیں معاف کر دے" عمران نے لاپروائی سے کہا۔ اور وہاں سے نکل آیا۔ ٹوسیٹر میں بیٹھ کر وہ اپنے فلیٹ کی جانب چل دیا۔

پار کر کرسی سمیت دوسری جانب جا گرا۔ اسی لمحے مائیکل نے ریسور کریڈل پر پٹختے ہوئے جولیا پر چھلانگ لگا دی جولیا اس سے غافل نہیں تھی۔ وہ تیزی سے ایک جانب ہٹی اور مائیکل کی کمر پر دوہتڑ رسید کر دیا۔ مائیکل اپنے ہی زور پر میز سے جا ٹکرایا اور میز الٹ گئی۔ مگر اُس نے خود کو گرنے سے بچا

لیا۔ پارکر اُٹھ چکا تھا۔ مگر جولیا نے اس کی طرف توجہ دیئے بغیر اپنی طرف مڑنے والے مائیکل پر جست کی اور دونوں پاؤں اُس کے سینے میں رسید کر دیئے وہ کراہتا ہوا الٹی ہوئی میز پر جا گرا اور اس کے منہ سے بے ساختہ سی چیخ نکل گئی اسی لمحے پیچھے سے پارکر نے جولیا کو سر کے بالوں سے پکڑ کر پیچھے کھینچا۔ جولیا تکلیف کی شدت سے کراہتی ہوئی گھومی اور پارکر کی رانوں میں ٹھوکر رسید کر دی۔ پارکر کے ہاتھ سے اُس کے بال چھوٹ گئے اور منہ سے عجیب وغریب آواز میں نکالتا ہوا فرش پر بیٹھتا چلا گیا۔ جولیا نے فوراً اُس کے چہرے پر ٹھوکر رسید کی اور وہ چیختا ہوا پشت کے بل جا پڑا۔

"بس — اب حرکت مت کرنا —" مائیکل کی غراہٹ ابھری۔

جولیا نے پلٹ کر دیکھا۔ مائیکل نے جیب سے ریوالور نکال لیا تھا جس کا رُخ جولیا کی طرف ہی تھا۔ جولیا اُسے خونخوار نگاہوں سے گھورنے لگی پارکر کے منہ سے خون بہہ رہا تھا۔ ٹھوکر لگنے سے اُس کا نچلا ہونٹ پھٹ گیا تھا۔

"پارکر — تم فون کرو۔ میں اسے دیکھتا ہوں —" مائیکل نے پارکر سے کہا پارکر جولیا کو کھا جانے والی نگاہوں سے گھورتا ہوا فون والی میز کے پاس پہنچا اور نمبر ملانے لگا۔

"میں باس — پارکر بول رہا ہوں —" سلسلہ ملتے پر وہ بولا ایک لمحہ رک کر اُس نے کہا

"جناب — بات دراصل یہ تھی سکرٹ سروس کی کارکن جولیا ہمارے

کمرے تک آپہنچی تھی۔ ہم نے اُسے پکڑ لیا مائیکل نے اس کے بارے میں ہدایات وصول کرنے کے لئے آپ کو کال کرنے کی کوشش کی تھی مگر جولیا نے ہنگامہ کر دیا ہم نے بڑی مشکل سے اُسے قابو کیا ہے؟"

وہ خاموش ہو گیا۔ دوسری جانب کی بات سننے کے بعد اُس نے جولیا کے وہاں تک پہنچنے کی تفصیل بتائی۔

"بہت بہت بے فکر رہیں۔" اُس نے آخر میں کہا۔ اور ریسیور رکھ دیا۔ اُس نے مائیکل کی طرف مڑ کر کہا۔

"باس نے حکم دیا ہے کہ اسے بے ہوش کر کے پوائنٹ فور پر پہنچا دیا جائے"

"ٹھیک ہے۔ اپنا ریوالور اٹھاؤ اور اس کی کھوپڑی بجا دو۔" مائیکل بولا۔

"تم لوگ بچ نہیں سکو گے۔" جولیا غرائی۔

"شٹ اپ۔" مائیکل نے جواباً کہا۔

پارکر نے اپنا ریوالور فرش سے اٹھایا اور جولیا کے عقب میں پہنچ گیا ٹھیک اسی لمحے جولیا نے مائیکل کے ریوالور کی پرواہ کئے بغیر گھوم کر پارکر کے منہ پر مکا رسید کر دیا پارکر کی چیخ نکل گئی اور وہ لڑکھڑا گیا۔ مائیکل نے فوراً ٹریگر دبا دیا بے آواز گولی جولیا کی بجائے پارکر کے سینے میں پڑی اور وہ کربناک چیخ کے ساتھ فرش پر آ رہا جولیا اُسے مکا رسید کرنے کے فوراً بعد فرش پر بیٹھ گئی تھی ورنہ وہی گولی اس کی کمر میں سوراخ کر دیتی۔ مائیکل بوکھلا گیا۔ جولیا نے فوراً اس پر چھلانگ لگا دی مگر مائیکل نے دوسرا فائر کر ڈالا

گولی جولیا کے بازو میں لگی اور اُس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ اُس نے زخمی بازو تھام لیا۔ مائیکل نے دانت پیسے۔

"سوئیس کتیا — میں تم سے پارکر کا بھیانک انتقام لوں گا۔"

پھر وہ گھوم کر جولیا کے عقب میں آگیا۔ جولیا زخمی ہونے کے سبب اپنا دفاع نہ کر سکی مائیکل نے بہت زور سے جولیا کے سر پر ریوالور دستہ رسید کیا اور وہ بیتورا کر فرش پر گر گئی۔ اگلے ہی لمحے وہ بے ہوش ہو چکی تھی ہوش میں آنے پر اُس نے خود کو ایک چھوٹے سے کمرے میں پایا کمرے کی چھت بمشکل آٹھ فٹ کی بلندی پر تھی جبکہ دیواروں میں نہ کوئی دروازہ تھا نہ روشندان۔ کمرے کے بائیں جانب چھت پر ایک بورڈ پر ہولڈر میں۔ کم پاور کا ایک بلب جل رہا تھا۔ ہوا کی آمد و رفت کے لیے چھت کے ایک کونے میں چھوٹے چھوٹے سوراخ تھے۔

جولیا کے بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی سر میں شدید درد تھا۔ اُس نے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہاں ایک گومڑا ابھرا ہوا تھا۔

جو مائیکل کے ریوالور کی ضرب کا نتیجہ تھا۔ وہ اُٹھ بیٹھی وہ چھوٹا سا کمرہ کوئی تہہ خانہ معلوم ہوتا تھا۔ اس نے واچ ٹرانسمیٹر پر نظر ڈالی اور اچھل پڑی۔ دن کے بارہ بج رہے تھے۔ گویا وہ چودہ پندرہ گھنٹے سے بے ہوش تھی۔ نہ جانے یہ کونسی جگہ تھی۔ اس نے مائیکل اور پارکر کی جو گفتگو سنی تھی اُس سے اُسے یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ عمران کو پھنسانے کے لئے پارکر کے ایک ساتھی نے عمران کے میک اپ میں فیاض کی بیوی سے دست

درازی کی تھی۔ مگر یہ معلوم نہیں سکا تھا کہ مجرموں کا مقصد کیا تھا۔ وہ کیوں عمران کو پھنسانے کی کوشش کر رہے تھے۔ عمران کے بارے میں سوچتے ہوئے اُس کی توجہ ایکسٹو کی جانب مبذول ہو گئی۔

اور اس نے فوراً ہی واچ گاونڈ بٹن باہر کھینچ دیا۔ ایکسٹو کی فریکوئنسی سیٹ کر کے وہ کال کرنے لگی۔

"ہیلو چیف ——— جولیا کالنگ اوور ———"

"یس جولیا ——— ایکسٹو از دس اینڈ" چند لمحوں بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی"۔ تم کہاں غائب ہو گئی ہو" جواب میں جولیا نے تمام گزرے واقعات بیان کر دیئے۔ جب وہ خاموش ہوئی تو ایکسٹو نے کہا۔

"جب تک اس جگہ کے بارے میں معلوم نہ ہو جائے تمہاری مدد نہیں کی جا سکتی۔ تم اس مقام کے بارے میں معلوم کر کے مجھے اطلاع دو یا پھر موقع ملے تو خود ہی نکلنے کی کوشش کرو۔ تمہیں یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ ان لوگوں کے کیا عزائم ہیں میرا خیال ہے وہ تمہیں ہلاک کرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ اگر ان کا کوئی ایسا ارادہ ہوتا تو وہ تمہیں ہوٹل سے وہاں نہ لے جاتے اور تمہاری مرہم پٹی بھی نہ کرتے۔ ممکن وہ تم سے سیکریٹ سروس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ بہر حال کوئی خاص بات معلوم ہو تو مجھے فوری کال کرنا۔ خدا حافظ"

ایکسٹو کی آواز آنا بند ہو گئی۔ جولیا نے بھی اطمینان کا سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ بھوک اور نقاہت اس پر بری طرح سوار

تھی۔ رات کا کھایا ہوا کھانا کب کا ہضم ہو چکا تھا اور اب اُسے شدید بھوک و پیاس کا احساس ہو رہا تھا۔ کمرے کا دروازہ تو تھا نہیں کہ وہ دستک دے کر کسی کو اپنی جانب متوجہ کرتی۔ اس نے اُٹھ کر دیواروں کا جائزہ لیا مگر چاروں دیواریں سپاٹ تھیں۔ ان میں کوئی سوراخ یا درز تک نہیں تھی۔

وہ فرش پر بیٹھ گئی۔ مگر اچانک اُسے محسوس ہوا جیسے زلزلہ آ گیا ہو وہ ہڑبڑا کر کھڑی ہو گئی مگر کمرے کی لرزش کی وجہ سے توازن نہ سنبھال سکی اور گر پڑی۔ اس نے خوفزدہ نظروں سے چاروں طرف دیکھا اور حیرت کے مارے اچھل پڑی۔ دیواریں تیزی سے نیچے کی جانب جا رہی تھیں۔ اور اس لحاظ سے فرش اوپر اٹھتا محسوس ہو رہا تھا۔ یقیناً وہ کسی لفٹ کے فرش پر پڑی تھی۔

چند لمحوں بعد فرش یا لفٹ رک گئی۔ اب جولیا کے سامنے بائیں جانب کی دیوار میں ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ مگر ایک لمحہ بعد دروازہ کھل گیا۔ باہر ایک نوجوان سفید فام لڑکی کھڑی اُسے دیکھتی ہوئی مسکرا رہی تھی۔ وہ جولیا کی ہم عمر ہی معلوم ہوتی تھی۔ اس کے بال کٹے ہوئے تھے اور اس نے شرٹ پتلون پہنی ہوئی تھی۔ تمام تر خوبصورت کے باوجود وہ جولیا کو بہت بُری لگ رہی تھی کیونکہ اس کے خوبصورت ہاتھوں میں ایک ٹامی گن دبی ہوئی تھی جس کا رُخ جولیا کے سینے کی طرف ہی تھا۔

باہر آ جاؤ مس جولیا۔۔۔" لڑکی نے مسکرا کر کہا۔" میرا خیال ہے مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ کوئی غلط حرکت کرو گی تو میں فائر کرنے سے ہچکچاؤں

گی نہیں ۔۔۔"

کہاں جانا ہے ۔۔۔ اور یہ کونسی جگہ ہے ۔۔۔" جولیا آہستہ سے پوچھا "میں خود انجان ہوں ۔۔" لڑکی نے کہا " تمہیں باس نے طلب کیا ہے ۔۔۔" جولیا کچھ نہ بولی ۔ باہر راہداری تھی وہ لفٹ سے نکل کر لڑکی کے آگے چل دی ۔

عمران ابھی بستر میں ہی تھا کہ کال بل بجی ۔ اس نے آنکھیں کھولیں اور حلق پھاڑ کر سلیمان کو آواز دی ۔

"ارے سلیمان ۔۔۔ ذرا دیکھنا صبح ہی صبح کس کے پیٹ میں دردِ شقیقہ ہوا ہے ۔۔"

"مگر صاحب ۔۔۔ دردِ شقیقہ تو آدھے سر میں ہوتا ہے ۔" کچن سے سلیمان کی آواز سنائی دی ۔

"اے حکیم لقمان کے بچے ۔۔۔ یہ دردِ پیٹ میں بھی ہو سکتا ہے ۔۔۔"

عمران غرایا ۔ "کیا پیٹ اور سر کا آپس میں تعلق نہیں ہے ۔۔۔"

"بالکل نہیں ہے صاحب ۔۔۔ دونوں کے درمیان ڈیڑھ فٹ کا فاصلہ برقرار رہتا ہے اور یہ کبھی کم نہیں ہوتا ۔۔" سلیمان کا جواب ملا ۔ بلکہ خالی پیٹ ہو تو فاصلہ ایک دو انچ اور بڑھ جاتا ہے ۔ شک ناپ

کے دیکھ لیں ــــ"

"جواب درست معلوم ہوتا ہے مگر پیٹ کا درد سر میں اور سر کا درد پیٹ میں منتقل ہو سکتا ہے ــــ" عمران اُسے سمجھانے کے انداز میں بولا ــ گھنٹی ایک بار پھر بجی تھی ۔

"کیا آپ اُسے ثابت کر سکیں گے ــ" سلیمان کچن سے نکل کر قریب آتا ہوا بولا ۔

"کیوں نہیں ــ" عمران سر ہلا کر بولا" جب تمہارے سر میں درد ہوتا ہے تو اسپرین کی ٹکیہ سر کو کھلاتے ہو یا پیٹ کو ــــ ؟"

"پیٹ کو ــــ" سلیمان بولا ۔ "اور اس ٹکیہ کا اثر سر پر ہوتا ہے ۔"

"جب پیٹ میں جانے والی ٹکیہ کا اثر سر پر ہو سکتا ہے تو سر پر پڑنے والے جوتوں کا اثر پیٹ پر بھی ہو سکتا ہے اور ممکن ہے آنے والا جوتے ہی کھا کر آیا ہو ــــ"

"لاحول والا ــــ" سلیمان منہ بنا کر بولا " بات ہو رہی تھی درد شقیقہ کی اور آپ پہنچ گئے جوتوں پر حالانکہ آج کل جوتوں کی قیمتیں چاند اور مریخ سے باتیں کر رہی ہیں ۔ منہگائی نے میری کمر توڑ کر رکھ دی ہے اور آپ پھر بھی جوتے لینا چاہتے ہیں ــــ"

بیرونی دروازے کی گھنٹی چوتھی بار بجی اور اس بار دروازے پر کسی نے ہاتھ بھی مارا تھا ۔

"ارے جاؤ ــــ دروازہ کھولو ــ کہیں وہ توڑ ہی نہ ڈالے

لوگ دوسروں سے جوتے کھا کر غصّہ اتارنے یہاں آجاتے ہیں ـــ"
عمران جھلا کر بولا ۔
"کیا میں یہ کہوں کہ یہ لوگ بھی کیا لوگ ہیں مر کیوں نہیں جاتے ۔"
سلیمان نے جلدی پوچھا ۔
"بکواس بند کرو ـــ جاؤ دیکھو کون ہے جو سپنوں میں آیا"
عمران غرّایا ۔
"جو بھی ہے ناشتے کا دشمن معلوم ہوتا ہے " سلیمان بڑبڑا کر دروازے کی طرف جاتا ہوا بولا ۔" نجانے آج کل لوگوں میں یہ بیماری کیوں پھیلی ہوئی ہے کہ سوتے کہیں ہیں اور ناشتہ یہاں کرنے آجاتے ہیں ۔"
عمران بستر سے اُتر گیا ۔ چند لمحوں بعد سلیمان کے ساتھ صفدر کی شکل دکھائی دی ۔
"توبہ ـــ میں تو سمجھا تھا کہ اب دروازہ توڑنا ہی پڑے گا ۔"
صفدر اندر آتا ہوا بولا ۔
"آہا صفدر صاحب تشریف لائے ہیں عمران چہکا ۔" سلیمان ذرا دیکھنا ۔ ان کی جیب میں ناشتے کے لئے رقم ہے یا نہیں ـــ"
"سوری ـــ میں ناشتہ کر کے آیا ہوں ۔" صفدر نے اُس کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا" میں ساری باتیں سُن چکا ہوں ۔"
"گویا خالی جیب ہی آئے ہو ـ" عمران نے مایوسی سے کہا ۔

"صاحب آپ کو دردِ شقیقہ کی ٹکیہ اور چائے پیش کروں" سلیمان نے صفدر سے پوچھا۔

"نہیں میں تندرست ہوں۔ عمران صاحب کو پیش کرو۔ میرا خیال ہے انہیں فوری چاہیئے" صفدر نے مسکرا کر کہا۔

"اگر تمہارے سر میں درد نہیں تھا تو کیوں آئے؟" عمران نے پوچھا

"محض آپ کی خیریت معلوم کرنے" صفدر نے کہا "صبح ہی صبح ایک دوست نے رات ٹپ ٹاپ میں پیش آنے والا واقعہ سنایا تھا۔ میں نے سوچا کہیں فیاض نے دوبارہ نہ آپ پر چڑھائی کر دی ہو"؟

"وہ بیچارہ کیا کر سکتا ہے۔ رات ایکسٹو نے اس کی پوکس ہلا کر رکھ دی تھی" عمران نے ہنس کر کہا۔ پھر وہ سلیمان کو گھورتا ہوا بولا۔ "تم یہاں کیا کر رہے ہو جی —؟"

"— کچھ نہیں —" سلیمان بوکھلا کر بولا "میں سوچ رہا تھا کہ دردِ شقیقہ ----؟"

"شٹ اپ —" عمران غرایا "جاؤ — ناشتہ تیار کرو۔ بیڈ ٹی دی تھی مجھے —؟"

"نہیں جناب — یہ بیڈ ٹی تو سراسر بیماری ہے۔ بڑے لوگ نجانے کیوں ایسے نقصان دہ چونچلے ایجاد کرتے ہیں —" سلیمان منہ بنا کر بولا "صبح نہار منہ چائے۔ اونہہ۔ حالانکہ اگر وہ نہار منہ ہڑ کھائیں یا اس کا پانی پیئیں تو فائدے میں رہیں ہڑ بہت اچھی چیز ہے صحت کے لئے

تو خدائی نعمت ہے۔"

"اب تم جاتے ہو یا تمہیں ہرڑ میں تبدیل کردوں" عمران غصیلے لہجے میں بولا۔ صفدر ہنس رہا تھا سلیمان جلدی سے کچن کی طرف بڑھ گیا عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"افلاطون کا بچہ۔ جب سے نسخے ہی تبلائے جا رہا ہے۔"

"آپ نے خود ہی اسے سر پر چڑھا رکھا ہے" صفدر نے مسکرا کر کہا۔

"محض تم لوگوں کے نانے کے لئے۔ اگر میں سر سے اتار دوں تو تمہارے سر چڑھ جائے گا۔" عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا چھوڑیں۔ یہ بتائیں۔ رات کیا قصہ تھا۔؟" صفدر نے پوچھا "نیاض سے کیوں جھگڑا ہوا تھا۔"

عمران نے مختصراً اُسے جھگڑے کی وجہ بتائی۔

"اوہ۔ وہ کون لوگ ہو سکتے ہیں جنہوں نے آپ کے روپ میں اتنی دیدہ دلیری کی۔؟" صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"میری خالہ کے سسر کی بہن ....." عمران نے کہنا چاہا۔

مگر صفدر نے اس کی بات کاٹ دی "سنجیدگی عمران صاحب سنجیدگی۔"

"یار مجھے کیا معلوم کہ وہ کون تھے۔ ممکن ہے تمہارا چوہا اس سلسلے میں تحقیق کر رہا ہو" عمران جھلا کر بولا۔

"کیا آپ کے خیال میں کوئی نیا کیس شروع ہونے والا ہے؟" صفدر نے پوچھا۔

"شاید شروع ہو چکا ہے۔" عمران سنجیدہ لہجے میں بولا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بجی۔" عمران نے قریبی تپائی پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا

"ہیلو۔ کس کی شامت آئی ہے صبح ہی صبح۔" وہ احمقانہ لہجے میں بولا

"یہ صبح نہیں دس بج رہے ہیں جناب۔" دوسری جانب سے بلیک زیرو کی آواز آئی۔

"اوہ۔ خیریت۔" عمران نے سلام کرنے کے بعد کہا۔

"جولیا اپنے فلیٹ پر نہیں ہے۔ اس سے واچ ٹرانسمیٹر پر بھی رابطہ قائم نہیں ہو رہا۔" بلیک زیرو نے بتایا۔

"اوہ۔ آپ نے کسی کو وہاں بھیج کر پتہ کرایا تھا۔" عمران نے پوچھا۔

"میں خود اسے چیک کرنے گیا تھا۔" بلیک زیرو نے کہا۔ "فلیٹ کو تالا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ رات بھی وہاں نہیں تھی۔ چوکیدار کے مطابق وہاں تقریباً آٹھ بجے رات وہاں سے کہیں گئی تھی۔"

"ہوں۔ اچھا جناب میں ابھی حاضر ہوتا ہوں۔" عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ صفدر سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ عمران نے کہا۔

"ایکسٹو تھا۔ جولیا رات سے غائب ہے۔ اس سے رابطہ قائم نہیں ہو سکا۔"

"اوہ۔" صفدر حیرت سے بولا۔ "وہ کہاں جا سکتی ہے۔"

اسی لمحے سلیمان ناشتہ کی ٹرے لے آیا۔ عمران بولا "تم چائے بناؤ میں غسل کر لوں" وہ اٹھا اور تولیہ سنبھال کر غسل خانے کا رُخ کیا۔ مگر غسل خانے میں قدم رکھتے ہی اس کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکل گئی۔

سیاہ رنگ کی شیورلیٹ امپالا کار گیٹ پر رُکی اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے شخص نے ہارن دیا۔ چند لمحوں بعد گیٹ کھلا۔ گیٹ کھولنے والا ایک ادھیڑ عمر سفید فام تھا جبکہ کار والا بھی سفید فام ہی تھا۔ چہرے مہرے سے وہ سین کونری کا ہمشکل دکھائی دیتا تھا۔ گیٹ کھولنے والے نے سین کونری کے ہمشکل کو سلام کیا اور ایک طرف ہٹ گیا۔ کار اندر داخل ہوئی اور کمپاؤنڈ سے ہوتی ہوئی پورچ میں آ رکی۔ سین کونری کا ہمشکل انجن بند کرتا ہوا کار سے اترا۔ برآمدے میں ایک ٹامی گن بردار کھڑا تھا۔

"گڈ مارننگ، باس ـــ" گن بردار نے ہاتھ اٹھا کر مودبانہ لہجے میں کہا۔

"مارننگ ـــ" سین کونری کے ہمشکل نے مختصراً کہا جیسے گن بردار نے باس کہا تھا۔ برآمدے سے گزر کر وہ راہداری میں آیا۔ اور ایک کمرے

کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ کمرے میں اور کوئی آدمی نہ تھا۔ میز پر ٹیلی فون رکھا تھا۔ دوسری جانب گھومنے والی آرام دہ کرسی پڑی تھی وہ آگے بڑھ کر اس کرسی پر بیٹھ گیا۔ جیب سے سگریٹ کا پیکٹ اور لائٹر نکالا اور ایک سگریٹ نکال کر لائٹر سے سلگانے لگا اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک بائیس تیئیس برس کی جوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس نے باس کو سلام کیا۔

"باس — آپ شاید ابھی تشریف لا رہے ہیں —" اُس نے ہلکی سی مسکراہٹ سے کہا۔

"ہاں ریٹا — تھامسن کہاں ہے —" باس نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"اپنے کمرے میں ہو گا باس —" ریٹا نے ادب سے کہا۔

"اسے بلاؤ —" باس نے کہا۔

ریٹا واپس مڑ کر کمرے سے نکل گئی۔ باس کچھ سوچنے لگا۔ ایک منٹ گزرنے سے پہلے ہی دروازہ کھلا اور ریٹا ایک آدمی کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔ اُس آدمی نے باس کو سلام کیا۔

"آؤ تھامسن — کیا رپورٹ ہے —؟" باس نے مسکرا کر پوچھا۔

"رات عمران اور کیپٹن فیاض کے درمیان ٹپ ٹاپ نائٹ کلب کے ڈانسنگ ہال میں جھگڑا ہوا تھا۔" تھامسن نے بتایا اور جھگڑے کی بابت تفصیل سے بیان کرنے لگا۔

"وہاں سے عمران اپنے فلیٹ جانے کی بجائے کیپٹن فیاض کے گھر پہنچا

اور وہاں سے اپنے فلیٹ پر گیا اس کے بعد وہ ابھی تک باہر نہیں نکلا" تھامسن بولا "کارٹر اس کی نگرانی کر رہا ہے" باس نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا "جولیا کہاں ہے جسے رات مائیکل تمہارے حوالے کر گیا تھا"

"تہہ خانے میں — تھامسن نے بتایا" وہ ابھی تک بے ہوش ہے"

"مائیکل اب کہاں ہے —" باس نے پوچھا۔

"آپ کے حکم کے مطابق اس نے وہ ہوٹل چھوڑ دیا تھا۔ اب وہ سٹار لائٹ ہوٹل کے کمرہ نمبر اکتالیس میں ہے" تھامسن نے جواب دیا

"سائبروجن کی کیا رپورٹ ہے"

"اس نے ابھی تک تو کوئی رپورٹ نہیں دی۔ نجانے کیا وجہ ہے" تھامسن کے لہجے میں تشویش تھی۔

"اسے کال کرو —" باس نے سخت لہجے میں کہا۔ تھامسن بائیں جانب دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں ایک الماری نصب تھی۔ اس نے الماری کھولی اور اندر رکھے ریڈیو نما ٹرانسمیٹر پر ایک فریکوئنسی سیٹ کر کے بولنے لگا۔

"ہیلو سائبروجن — تھامسن کالنگ اوور"

"یس سر" چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی" سائبروجن اٹنڈنگ اوور"

"کیا رپورٹ ہے اوور" تھامسن نے پوچھا۔

"جناب۔ ابھی تک مجھے کوئی کامیابی نہیں ہوئی"

سائیروجن کی آواز آئی ۔ "یوں لگتا ہے جیسے میں کسی غلط علاقے میں آ گیا ہوں ۔ میرا خیال ہے نقشہ کے بغیر اسٹیشن تلاش کرنا ممکن نہیں"۔ تھامسن نے پلٹ کر باس کی طرف دیکھا ۔ باس نے کہا ۔

"اسے کہو کوشش جاری رکھے ۔ نقشہ کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں باس نے کہا تھامسن نے سائیروجن کو یہی ہدایت دے دی پھر بولا "کوئی دشواری تو نہیں ہو رہی ۔"

"فی الحال تو کوئی دشواری نہیں ۔ لیکن خطرہ ہے کہ کسی وقت رینجرز سے مڈبھیڑ نہ ہو جائے ۔" سائیروجن نے جواب دیا ۔

"احتیاط سے کام لو ۔ باس کسی صورت تمہاری گرفتاری پسند نہیں کریں گے ۔" اتنا کہہ کر تھامسن نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور الماری بند کر کے باس کی میز کے پاس آ کھڑا ہوا ۔

"بارہ بج رہے ہیں ۔ اب تک اُسے ہوش میں آ جانا چاہیے تھا ۔" باس نے گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے کہا ۔

"ریٹا جاؤ جولیا کو دیکھو ۔ وہ ہوش میں ہو تو اُسے یہاں لے آؤ ۔ خیال رکھنا کہیں وہ تم پر حملہ نہ کر دے ۔"

"آپ بے فکر رہیں باس ۔ میں اس سے کمزور نہیں ہوں ۔" ریٹا نے مسکرا کر کہا ۔ اور باہر نکل گئی ۔

"تھامسن ۔ نقشہ نہ ملا تو معاملہ کھٹائی میں پڑ جائے گا ۔" باس نے تشویش آمیز لہجے میں کہا ۔

"آپ حکم دیں تو میں خود کوشش کروں ۔" تھامسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔

"کرنی ہی پڑے گی ۔" باس بولا ۔ "اس طرح ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہنے تو کچھ نہیں بنے گا ۔"

"پھر میں آج رات ہی کوشش کرتا ہوں ۔" تھامسن نے فیصلہ کن لہجے میں کہا ۔

"نہیں — جو کوشش تم کرنا چاہتے ہو وہ ہمارے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہیں ۔ میں اپنا کوئی آدمی ضائع کرنے کے موڈ میں نہیں ہوں جبکہ تمہاری کوشش میں کافی جانیں کام آسکتی ہیں —"

"پھر اور کیا طریقہ ہو سکتا ہے ۔" تھامسن نے پوچھا ۔

"میں سوچوں گا ۔ تم کافی منگواؤ —" باس نے لاپرواہی سے کہا ۔

تھامسن سر ہلا کر باہر نکل گیا ۔ چند لمحوں بعد جولیا کمرے میں داخل ہوئی ۔ اس کے عقب میں ریٹا تھی جس نے ٹامی گن کی نالی جولیا کی کمر سے لگا رکھی تھی ۔

"ہیلو مس جولیا — آؤ بیٹھو —" باس نے مسکرا کر کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔ جولیا اسے گھورتی ہوئی اس کے سامنے پڑی ایک کرسی پر بیٹھ گئی ۔ اتنے میں تھامسن بھی اندر آ گیا ۔

"تم لوگ کون ہو اور مجھے کیوں قید کر رکھا ہے ۔" جولیا نے باس سے سوال کیا ۔

"کیا تمہیں قید رکھنے میں ہم حق بجانب نہیں ہیں ۔" باس نے مسکراتے

ہوئے کہا۔" میرا ایک آدمی تمہارے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ اور قتل کے جرم کی سزا اس ملک میں صرف پھانسی ہے جبکہ ہم نے تمہیں صرف قید ہی کیا ہے

" میں نے تمہارے ساتھی کو قتل نہیں کیا "۔ جولیا سخت لہجے میں بولی اُسے مائیکل نے گولی ماری تھی۔"

" اوہ باس چونکا "۔ خیر۔ وجہ تو تم ہی تھیں نا۔ تمہیں چند دن یہاں رہنا ہو گا۔ تم پر کوئی سختی بھی نہیں کی جائے گی لیکن اگر تم نے میرے سوالوں کے جوابات نہ دیئے تو پھر ہمیں تشدد سے کام لینا پڑے گا۔"

" تمہارے سوالوں کے جواب ضرور دوں گی مگر پہلے مجھے یہ بتایا جائے کہ یہ کونسی جگہ ہے اور تم لوگ کون ہو۔ تمہارا مشن کیا ہے "

" یہ باتیں مشن مکمل ہونے کے بعد ہی بتائی جا سکتی ہیں"۔ باس نے ہنس کر کہا۔

" مجھ سے تم کیا پوچھنا چاہتے ہو"؟ جولیا نے سوال کیا۔

" تمہارے ہیڈ کوارٹر کا پتا اور ایکسٹو کے بارے میں تفصیلی معلومات"۔ باس نے کہا۔

" اس سلسلے میں میں تمہاری مدد کرنے سے قاصر ہوں "۔ جولیا نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا "۔ کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے۔ اور کہاں رہتا ہے۔ یا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ ہمیں صرف فون پر احکامات ملتے ہیں اور اس فون کے نمبر بھی ٹریس نہیں کیئے جا سکتے کیونکہ ڈائریکٹری میں وہ نمبر درج نہیں ہیں "۔

"غلط بیانی سے کام مت لو جولیا" باس یکدم لہجہ بدل کر غرایا "میں نے اب تک تم سے شرافت سے بات کی ہے۔ اگر تم نے زبان نہ کھولی تو تمہارے جسم سے یہ خوبصورت کھال اتار لی جائے گی۔"

"میں نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے۔ اس کے باوجود بھی تم نہ مانو تو میں کیا کر سکتی ہوں۔" جولیا لاپروائی سے بولی۔

"میں تمہیں شام تک سوچنے کی مہلت دیتا ہوں۔" باس نے غصیلے لہجے میں کہا "اگر اپنے جسم کو داغدار نہیں کروانا چاہتیں تو شام کو سب کچھ بتا دینا۔"

پھر اس نے ریٹا سے کہا "ریٹا۔ اسے واپس تہہ خانے میں پہنچا دو ایک کاغذ اور قلم بھی تہہ خانے میں ڈال دینا میں اس سے تحریری معلومات چاہتا ہوں۔ ممکن ہے یہ اپنی جوانی پر ترس کھا کر جواب دینے پر آمادہ ہو جائے۔ شام سات بجے کے بعد تم لوگ اس کے انکار کی صورت میں اپنے مخصوص حربے استعمال کر سکتے ہو۔"

"چلو۔" ریٹا نے جولیا سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ جولیا خاموشی سے اٹھی اور ریٹا کے آگے چلتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔ اس کے جانے کے بعد باس چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر تھامسن سے کچھ کہنے ہی والا تھا کہ باہر راہداری میں ایک کربناک چیخ بلند ہوئی اور وہ دونوں اچھل پڑے۔ چیخ نسوانی تھی۔ "دیکھو باہر۔" باس غرایا۔ اور تھامسن تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کیپٹن بابر نے غضیلی نگاہوں سے اُس سیاہ شیورلیٹ کو بیک ویو مرر میں گھورا جو اُس کی کار کو سائیڈ مارتی ہوئی نکل گئی تھی۔ غلطی شیورلیٹ والے کی ہی تھی۔ وہ ایک ذیلی سڑک سے مین روڈ پر تیزی سے آیا تھا اور کیپٹن بابر کی کار کی پچھلی سائیڈ سے اپنی کار مس کرتا ہوا یوں لاپروائی سے نکل گیا تھا جیسے کچھ بھی نہ ہوا ہو۔ حالانکہ اگر کیپٹن ہوشیار نہ ہوتا حادثہ یقینی تھا۔ اس کی کار کی پچھلی سائیڈ کے کچھ حصّے کا روغن اُتر گیا تھا اور اسی بات پر اُسے غصہ آیا تھا۔ اس نے وہیں سے کار موڑی اور شیورلیٹ کے پیچھے چل پڑا جو اس دوران کم از کم دو فرلانگ دُور جا چکی تھی۔ کیپٹن بابر اُسے سبق سکھانا چاہتا تھا تاکہ آئندہ وہ کسی چھوٹی سڑک سے بڑی سڑک پر نکلتے وقت احتیاط سے کام لے لیکن جونہی وہ شیورلیٹ کے قریب پہنچا اس کی رفتار تیز ہو گئی۔ گویا شیورلیٹ والے نے اُسے آتا دیکھ لیا تھا اور پوچھ گچھ سے بچنا چاہتا تھا۔ کیپٹن بابر کو اس پر اور غصہ آیا اور اس نے بھی رفتار میں اضافہ

کر دیا۔ لیکن پندرہ منٹ کے سفر کے بعد بھی کیپٹن بابر اسے پاس نہ کر سکا
دونوں گاڑیاں آگے پیچھے دوڑتی رہیں اور کیپٹن بابر کے غصے میں اضافہ
ہوتا رہا۔ اگلے دس منٹ بعد شیورلیٹ ایک ویران اور نیم پختہ سڑک
پر مڑ گئی تب اچانک ہی کیپٹن کی چھٹی حس خطرے کا اعلان کرنے لگی۔ مگر
وہ خطرے کی نوعیت سے انجان تھا۔

اگلی کار کی رفتار مدھم پڑنے لگی تھی۔ اور چند لمحوں بعد وہ ایک
جگہ رک گئی۔ کیپٹن بابر نے اُسے پاس کرتے ہوئے اپنی کار اُس کے آگے
جا روکی اور ہینڈ بریک کھینچ کر کار سے اتر آیا۔ اتنی دیر میں شیورلیٹ
والا بھی کار سے اتر آیا تھا اور کیپٹن بابر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ ،
سفید فام نسل سے تعلق رکھتا۔ چہرے مہرے سے فرینچ لگتا تھا مگر
وہ قریب آیا تو کیپٹن چونک پڑا۔ اس کی ٹھوڑی پر موجود فرینچ کٹ
ڈاڑھی مصنوعی تھی۔ یقیناً مونچھیں بھی نقلی ہی ہوں گی گویا وہ آدمی
میک اپ میں تھا۔ قریب آکر اس فرینچ نے جیب میں پڑا ہوا ہاتھ
باہر نکالا تو اس میں ایک سائیلنسر لگا ریوالور دبا ہوا تھا اور ریوالور
کا رُخ کیپٹن کی طرف ہی تھا۔

"کیوں دوست — تم میرا پیچھا کیوں نہیں چھوڑتے ؟" سفید
فام غرایا۔

"تم نے میری کار کو سائیڈ کیوں ماری تھی۔" کیپٹن نے جواباً
غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

"ہوں — یہ بہانہ کچھ جچتا نہیں کہ اس معمولی سی غلطی کی وجہ سے تم پچھلے پچیس منٹ سے میرے پیچھے پٹرول پھونک رہے ہو یقیناً تمہارا مقصد کچھ اور ہے"

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے یا تم کوئی مجرم ہو جو ایسا سوچ رہے ہو" کیپٹن بابر نے مسکرا کر کہا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ میں مجرم ہوں یا تم ہو" سفید فام نے کہا اسی لمحے اس سڑک پر ایک اور کار نمودار ہوئی اور ان کے پاس آ رکی اس میں سے دو آدمی باہر آ گئے وہ بھی سفید فام تھے اور ان کے ہاتھوں میں ٹامی گنیں تھیں۔ تیسرا آدمی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا رہا

"اسے پکڑ کر کار میں بیٹھا لو — یہ مجھے انٹیلی جنس کا آدمی لگتا ہے اس کی تلاشی لو شاید ریوالور بھی ہو اس کے پاس" اس نے آنے والے گن برداروں سے کہا۔ ایک آدمی نے گن کی نالی کیپٹن بابر کے سینے پہ رکھ کر اسے ہاتھ بلند کرنے کا حکم دیا دوسرا اس کی جیبیں ٹٹولنے لگا پھر اس نے کیپٹن کی بغل ...... سے ریوالور نکال لیا۔

"ہوں کیا اس ریوالور کی موجودگی کے باوجود تم یہی کہو گے کہ تمہارا مقصد نیک تھا —؟" پہلے آدمی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

کیپٹن بابر خاموش رہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سفید فام کسی مجرم گروہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اسی وجہ سے اپنے تعاقب سے خوفزدہ ہو کر اس آدمی نے اپنے ساتھیوں کو طلب کر لیا تھا۔۔ ظاہر ہے انہیں بلانے کے

لئے ٹرانسمیٹر یا وائرلیس استعمال کیا گیا ہوگا۔ گن برداروں نے آسے اپنی کار کی طرف چلنے کا اشارہ کیا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے دوست۔" کیپٹن نے نرم لہجے میں ان کے ساتھی سے کہا۔ "میرا تمہارا کوئی جھگڑا نہیں۔ تم لوگ کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہو"؟

"پیچھے تو تم پڑے تھے دوست۔" سفید فام نے بھی اسی طرح مسکرا کر کہا۔ "اس لئے اب تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہی پڑے گا۔ چلو ورنہ یہیں لاش تڑپتی نظر آئے گی تمہاری۔" آخری جملے اس نے حکمانہ لہجے میں ادا کیے۔ کیپٹن بابر کندھے جھٹک کر ان گن برداروں کی کار کی طرف بڑھا۔ وہ سوچ چکا تھا کہ انہیں اس شرارت کا مزہ ضرور چکھائے گا۔ گن بردار اس کے دائیں بائیں چل رہے تھے۔ وہ اسے اپنی کار کے پچھلے دروازے کے پاس لائے۔ ایک نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولا۔

ٹھیک اسی لمحے کیپٹن بابر کا ہاتھ اور پاؤں بیک وقت حرکت میں آئے لات دروازہ کھولنے والے کی کمر پہ پڑی اور ہاتھ دوسرے آدمی کے جبڑے پر۔ ایک منہ کے بل دروازے سے ٹکراتا ہوا آدھے دھڑ تک کھڑکی میں گھس گیا جبکہ دوسرا پیچھے کی جانب گر گیا۔ کیپٹن بابر نے فوراً دروازے والے کی گری ہوئی گن اٹھائی اور گھما کر دوسرے آدمی کے منہ پہ دے ماری۔ اس آدمی کے ہاتھ سے گن چھوٹ گئی

اور وہ چیخ کر پشت کے بل جا گرا۔ اس کے منہ سے تیز چیخ خارج ہوئی تھی کیونکہ گن کا دستہ براہ راست اس کے دانتوں پر پڑا تھا۔ شیورلیٹ والا تیزی سے کیپٹن کی طرف لپکا۔ اسی لمحے کھڑکی میں پھنسے شخص نے اپنا سر اور دھڑ کھڑکی سے نکال لیا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا شخص بھی باہر نکل آیا تھا۔ کیپٹن بابر نے انہیں روکنے کے لئے گن سیدھی کی ہی تھی کہ شیورلیٹ والے نے فائر کر دیا۔ گولی کیپٹن بابر کے ہاتھ میں پکڑی گن سے ٹکرائی اور اس کے ہاتھ سے گن چھوٹ گئی۔ فوراً ہی دوسرے سفید فام نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ لیکن کیپٹن بابر ان کی طرف سے غافل نہیں تھا۔ وہ فوراً ایک جانب ہٹ گیا اور وہ دونوں آپس میں ہی ٹکرا گئے کیپٹن بابر نے جلدی سے ایک کے منہ پر ٹھوکر رسید کی وہ چیخ کر الٹ گیا اسی لمحے تیسرے شخص نے پیچھے سے کیپٹن بابر کی کمر میں فلائنگ کک رسید کی۔ کیپٹن بابر کراہتا ہوا منہ کے بل کار سے جا ٹکرایا۔

"بس اب حرکت نہ کرنا ——" ریوالور والا غرایا —" اس بار کمر میں سوراخ ہی کر دوں گا ——" کیپٹن بابر نے سیدھے ہو کر اس کی طرف دیکھا۔ شیورلیٹ والے کے ریوالور کا رخ اسی کی جانب تھا

"اس کے ہاتھ پشت پر باندھ دو" اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا" مگر پہلے اسے بے ہوش کر دو۔"

تینوں سفید فام کھڑے ہو چکے تھے۔ انہوں نے اپنی گنیں بھی

اٹھائیں ۔ ایک آدمی نے عقب میں آکر کیپٹن بابر کے سر پر گن کا دستہ رسید کیا ۔ کیپٹن بابر بے اختیار کراہا اور لڑکھڑا کر فرش پر آ رہا ۔ دوسرے لمحے وہ بے ہوش ہو چکا تھا ۔

صفدر، عمران کی چیخ سن کر تیزی سے اس کی طرف لپکا عمران باتھ روم کے دروازے میں کھڑا تھر تھر کانپ رہا تھا ۔ اُس کا ایک پاؤں اندر تھا اور دوسرا باہر ۔ سفدر نے اس کے کندھے پر سے باتھ روم میں جھانکا ۔ اور دوسرے ہی لمحے چونک پڑا باتھ روم کے فرش پر **دو** کوبرا ناگ پھن پھیلائے لہرا رہے تھے ۔ اگرچہ انہوں نے عمران پر حملہ نہیں کیا تھا مگر عمران خوف سے لرز رہا تھا ۔ سلیمان بھی آگیا تھا ۔

"کیا ہوا صاحب — کیا ہوا —" وہ گھبرائے ہوئے لہجے میں بولا

"بچہ ہوا ہے ناگ کا —" عمران نے اندر رکھا پاؤں پیچھے ہٹاتے ہوئے خوفزدہ سی آواز میں کہا ۔

"کیا آپ کو انہوں نے ڈسا ہے ؟" صفدر نے پوچھا ۔

"نہیں — لیکن اگر میں چیخ نہ پڑتا تو شدید ڈس ہی لیتے ۔"

عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

"مگر یہ آئے کہاں سے ---؟" صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

سلیمان نے بھی باتھ روم میں ناگوں کا جوڑا دیکھا اور اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"صاحب --- صاحب یہ آپ کو ڈس لیتے تو پھر ---؟" اس نے بے اختیار پوچھا۔

"پھر تم میری جائیداد کے اکلوتے وارث ٹھہرتے۔" عمران نے کہا۔ "کیا تم آج باتھ روم میں نہیں گئے تھے ---؟"

"گیا تھا صاحب ---" سلیمان بولا۔ "اس وقت تو مجھے نظر نہیں آئے تھے ---"

"کتنے بجے گئے تھے ....." عمران نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے سات میں سے دس منٹ کم ہی تھے۔" اس نے بتایا۔ "غسل کرنے کے بعد میں دودھ لینے ہوٹل تک گیا تھا اور پندرہ بیس منٹ پر ہی واپس آ گیا تھا۔"

"ہوں - گویا ان پندرہ منٹوں میں ہی یہ ناگ یہاں پہنچا دیئے گئے تھے۔" عمران نے پُر خیال انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ ناگ خود نہیں آئے بلکہ یہاں لا کر ڈالے گئے ہیں۔" صفدر نے جلدی سے کہا۔

"یقیناً - اس وقت میں سو رہا تھا ---" عمران بولا۔ "ورنہ آج

تک کبھی باتھ روم میں سانپ کا بچہ تک نظر نہیں آیا۔ اور پھر یہ جوڑا۔ یقیناً مجھے ہلاک کرنے کے لئے یہ حربہ اختیار کیا گیا ہے۔"

"بات سمجھ میں آتی ہے۔ پہلے آپ کو قانون کی نگاہوں میں مجرم بنانے کی کوشش کی گئی تھی۔۔ اب ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی یقیناً وہ نامعلوم لوگ آپ کو راہ سے ہٹانا چاہتے ہیں۔" صفدر نے سوچتے ہوئے کہا۔ عمران نے تکیئے کے نیچے سے ریوالور اُٹھایا اور باتھ روم کے دروازے میں آکر یکے بعد دیگرے دو فائر کئے دونوں ناگوں کے پھن اڑ گئے۔ عمران نے انہیں دم کی جانب سے پکڑا اور باہر پھینک آیا۔

"سلیمان ۔۔۔ باتھ روم کا فرش دھو ڈالو۔" اُس نے سلیمان سے کہا جو ابھی تک ششدر کھڑا تھا۔

"صاحب ۔۔۔ کہیں کوئی اور سانپ نہ نکل آئے۔" اُس نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں ۔۔۔ اور کوئی نہیں ہے۔" عمران نے مسکرا کر کہا۔ "بے فکر رہو۔۔۔"

صفدر دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ سلیمان نے فرش دھو دیا۔ عمران غسل کرنے کے بعد ناشتے کی میز پر آبیٹھا تو ناشتہ ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ اس نے سلیمان کو ناشتہ گرم کرنے کی ہدایت کی اور خود کچھ سوچنے لگا۔ صفدر بھی سوچنے میں مصروف تھا اور اس کی سوچ کا محور کوبرا ناگ تھے،

اگر وہ عمران کو ڈس لیتے تو نجانے عمران کا کیا حشر ہوتا۔ مجرم چاہتے تو سوئے ہوئے عمران کو گولی مار کر بھی ہلاک کر سکتے تھے مگر انہوں نے سانپوں کے ذریعے اُسے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ یہ بھی ممکن تھا کہ وہ عمران کو محض خوفزدہ کرنا چاہتے ہوں۔

ناشتہ کرنے کے بعد عمران نے وقت دیکھا گیارہ بج چکے تھے۔ اُس نے اٹھ کر لباس تبدیل کرتے ہوئے صفدر سے کہا۔

"صفدر تم جاؤ اور جولیا کا کھوج لگانے کی کوشش کرو۔"

"بہت بہتر ۔۔" صفدر نے کہا "اس کی تلاش کا سلسلہ کہاں سے شروع کیا جائے۔" صفدر نے پوچھا۔

"یہ تم خود سوچو ۔۔ حالات تمہارے سامنے ہی ہیں ۔۔" عمران بولا "وہ رات کا کھانا کھانے گھر سے نکلی تھی اور واپس نہیں لوٹی۔"

"آپ کا کدھر کا ارادہ ہے۔"؟ صفدر نے اٹھتے ہوئے سوال کیا

"مجھے ایکسٹو نے دانش منزل طلب کیا ہے۔ تم اپنی تحقیق کی رپورٹ براہ راست ایکسٹو کو ہی دینا۔" صفدر سلام کر کے چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد عمران نے سلیمان سے کہا۔

"سلیمان ۔۔" ہوشیار رہنا۔ ممکن ہے وہ لوگ جنہوں نے باتھ روم میں ناگ پہنچائے ہیں، اس بار کوئی نیا حربہ استعمال کریں بیرونی دروازہ مقفل رکھا کرو۔"

"اچھا صاحب ۔۔ آپ دوپہر کے کھانے پر آئیں گے۔" سلیمان نے پوچھا

"کوئی پتہ نہیں — میرا انتظار نہ کرنا —" عمران نے مسکرا کر کہا ۔" کوئی خاص بات ہو تو مجھے دانش منزل کے نمبروں پر رنگ کر لینا ۔ میں وہاں نہ ہوں تو طاہر صاحب کو بتا دینا ۔"

وہ اتنا کہہ کر باہر نکل آیا ۔ گراج سے ٹوسٹر نکال کر وہ دانش منزل کی طرف چل پڑا ۔ ذہن الجھنوں کا شکار تھا ۔ مگر جلد ہی اس نے محسوس کر لیا کہ اس کا تعاقب ہو رہا ہے ۔ سبز رنگ کی ایک ٹویوٹا اس کے پیچھے آ رہی تھی اس کار کو اس نے فلیٹ سے بیس پچیس گز دور ایک عمارت کے سامنے کھڑے دیکھا تھا اور اب وہی کار پیچھے نظر آ رہی تھی ۔ اس نے تعاقب کرنے والے کے بارے میں اندازہ لگاتے ہوئے واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا ۔

"ہیلو طاہر — عمران کالنگ —"

"یس سر — ؟ چند لمحوں بعد بلیک زیرو کی آواز سنائی دی ۔

"ایک سبز رنگ کی کار میرا تعاقب کر رہی ہے ۔ اور میں تعاقب کرنے والے کو پکڑنا چاہتا ہوں کسی کو بھیجو —"

"خاور اور چوہان کو بھیج دوں جناب —" بلیک زیرو نے پوچھا ۔

"بھیج دو —" ذرا جلدی سے — وہ مجھ سے رابطہ قائم کریں تاکہ میں انہیں گائیڈ کر سکوں —" عمران نے کہا اور واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن اندر کو دبا دیا ۔

چوک سے اس نے کار دانش منزل کی طرف جانے والی سڑک کی سے

بجائے شہید روڈ پر موڑ دی۔ سبز کار بھی اسی جانب مڑتی دکھائی دی۔ عمران نے رفتار میں کمی کر دی تو پچھلی کار کی رفتار بھی کم ہو گئی اس کا مطلب تھا کہ وہ کار آگے نہیں نکلنا چاہتی۔ چند منٹ بعد واچ ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا دوسری جانب سے چوہان کال کر رہا تھا۔ عمران اُسے گائیڈ کرنے لگا۔ اگلے چوک پر پہنچ اُس نے کار ایک ایسی سڑک پر دوڑ دی جو مضافات کی طرف جاتی تھی۔ اس پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھا۔ کچھ دیر بعد جب وہ شہری آبادی سے نکل آیا تو اُسے سبز کار کے پیچھے چوہان کی سلیٹی رنگ کی کار دکھائی دینے لگی۔ چوہان کی اطلاع کے مطابق خاور اس کے ساتھ ہی تھا۔

عمران نے چند فرلانگ دور جانے کے بعد کار یکدم سڑک کے وسط میں ترچھی کرتے ہوئے روک دی۔ سبز کار کے بریک بھی فوراً چرچرائے اور وہ عمران کی کار سے دس گز دور ہی رُک گئی۔ اُس کار کا ڈرائیور ہارن دینے لگا عمران بیک ویو مرر پیچھے کا عکس دیکھ رہا تھا۔ چوہان اور خاور کی کار سبز کار کے عقب میں آ رکی۔

" کور کر لو اسے۔ میں آ رہا ہوں ۔۔۔ عمران نے واچ ٹرانسمیٹر پر انھیں ہدایت کی۔ اور کار کو بیک کرنے لگا۔ چوہان اور خاور ریوالور نکال کر اپنی کار سے اترے اور دوسری کار کے قریب آ گئے۔ عمران نے قریب آ کر کار روکی اور اتر آیا۔ سبز کار میں صرف ایک سیفد فام

ہی تھا۔ اُس کے چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔ خاور اور چوہان اس کی کار کے دائیں بائیں دروازوں کے پاس کھڑے تھے۔

"کون ہو تم اور میرا تعاقب کس خوشی میں کر رہے تھے جناب عالی۔" عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے جناب۔" سفید فام خوفزدہ لہجے میں بولا

"اچھا ۔۔۔ باہر نکل آؤ۔ ہم تلاشی لیں گے۔" عمران نے کہا وہ آدمی دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ مگر دوسرے ہی لمحے اس نے چوہان کے ریوالور پر ٹھوکر مارتے ہوئے جیب سے ریوالور نکال کر عمران پر فائر کر ڈالا۔ چوہان کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا مگر عمران ہوشیار تھا۔ وہ فوراً جھک گیا اور گولی اُس کے سر پر سے گذر گی۔ مگر اس نے فوراً ہی دوسرا فائر جھونک دیا۔ اس بار بے آواز ریوالور کی گولی عمران کے کان کو چھوتی ہوئی گذر گئی۔ تیسرا فائر کرنے سے پہلے ہی چوہان نے اُس پر چھلانگ لگا کر اُسے دبوچ لیا۔ سفید فام کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا۔ مگر اس نے فوراً ہی چوہان پر جوڈو کا وار استعمال کرتے ہوئے اُسے اٹھا کر سڑک پر پٹخ دیا اور لپکے ریوالور کی طرف جست کی۔

ٹھیک اسی لمحے خاور نے اس پر فائر کر دیا۔ گولی اس آدمی کے بازو میں لگی۔ اس کی چیخ بلند ہوئی۔ مگر دوسرے ہی لمحے اس نے ایک ہاتھ زخم پر رکھتے ہو سڑک کے نشیب میں چھلانگ لگا دی۔

اسی جانب گھنی جھاڑیاں اور درخت تھے عمران نے بھی اس کے پیچھے چھلانگ لگائی۔ سفید فام ایک جھاڑی کی اوٹ لے چکا تھا جونہی عمران اس کے قریب پہنچا، اس نے عمران کی ٹانگ پکڑ کر کھینچ لی۔ عمران لیشت کے بل گرا اور اس آدمی نے مڑکر دوڑ لگادی عمران کے اٹھنے سے پہلے ہی وہ گھنے درختوں میں گم ہو چکا تھا۔

عمران اس کے پیچھے لپکا۔ اسی لمحے درختوں کے عقب سے کوئی چیز اڑتی ہوئی سڑک پر کھڑی کار سے جا ٹکرائی۔ دوسرے لمحے ایک دھماکا ہوا اور اس کی کار کے پرخچے اڑ گئے۔ عمران نے مڑکر دیکھا خاور اور چوہان سڑک پر تڑپ رہے تھے۔

"عمران کے جبڑے بھینچ گئے۔ دوسرے ہی لمحے اس نے درختوں کے اس جھنڈ کی طرف جست کی۔ مگر سفید فام وہاں نہیں تھا۔ عمران نے جیب سے ریوالور نکالا اور ادھر اُدھر دیکھا ایک درخت کے پیچھے اُسے سفید فام کے لباس کا کونا نظر آگیا وہ۔ تیزی سے آگے بڑھا۔ اور اسی لمحے سفید فام نے ایک ڈبیاں سی اس پر اچھالی عمران نے سر جھکائے ہوئے آگے کی طرف جست کی۔ ڈبیا اُس کی سابقہ جگہ پر گری اور ایک ہولناک دھماکے سے فضا، تھرتھرا کر رہ گئی۔ سفید فام مڑکر دوڑ پڑا عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے اس کی ٹانگوں میں فائر کر ڈالا۔ وہ منہ کے بل گر پڑا۔ گر کر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی مگر

عمران نے دوسرا فائر کر ڈالا۔ اس بار گولی اس کے اس بازو میں لگی اور وہ چیخ کر رہ گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور حرکت کرتا عمران نے قریب پہنچ کر اس کی کمر پر پاؤں رکھ دیا۔

کمرے سے باہر آ کر وہ دونوں سہہ خانے والے لفٹ نما کمرے کی طرف بڑھنے لگیں۔ جولیا آگے تھی اور رٹیا اس کے عقب میں اس کی پشت سے گن کی نال لگائے چل رہی تھی۔ لفٹ نما کمرے کے دروازے پر پہنچ کر رٹیا نے اسے رکنے کا حکم دیا۔ جولیا رکی اور پھر یکدم ایڑیوں پر گھومتے ہوئے اس نے رٹیا کے منہ پر زور سے مکا رسید کر دیا۔ رٹیا کے لئے یہ حملہ غیر متوقع تھا وہ کربناک انداز میں چیخی اور اچھل کر پیچھے کی دیوار سے جا ٹکرائی۔ اس کے ہاتھ سے ٹامی گن گر گئی تھی۔

جولیا نے جھپٹ کر اس کی گن اٹھا لی۔ اسی لمحے قریب ہی کا ایک دروازہ کھلا اور جولیا نے گن کا رخ اس جانب کر دیا۔ دروازے میں ایک سفید فام کھڑا اسے گھور رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا

"ریوالور پھینک کر ہاتھ بلند کر لو" جولیا نے تحکمانہ لہجے میں کہا اس شخص نے ریوالور پھینکا ہی تھا کہ ایک فائر ہوا اور گن جولیا کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ اس نے سر گھما کر دیکھا باس کے کمرے کے باہر تھامسن ہاتھ میں ریوالور لئے کھڑا تھا۔ جولیا نے ایک نظر اس پر ڈالی اور پھر فوراً ہی گن پر چھلانگ لگائی۔ تھامسن نے دوسرا فائر کیا۔ اسی لمحے دروازے میں کھڑے قریبی شخص نے جولیا پر چھلانگ لگائی تھی نتیجے میں تھامسن کی چلائی ہوئی گولی اس کے کندھے پر اُتر گئی اور وہ فرش پر آ رہا۔ جولیا نے جلدی سے گن اٹھا کر تھامسن کی طرف کر دی اور ساتھ ہی ٹریگر دبا دیا تھامسن چیختا ہوا فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔

اُسے تھامسن کی طرف متوجہ پا کر عقب سے رٹیا نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ جولیا کے ہاتھ سے پھر گن نکل گئی۔ اور رٹیا اُسے لیتی فرش پر آ پڑی۔ رٹیا اس کی سر پر سوار تھی۔ جولیا نے یکدم پلٹا کھاتے ہوئے اُسے نیچے گرایا اور اُس کی ناک پر مکا رسید کر دیا۔ رٹیا بلبلائی اور ناک پکڑ کر شوں شوں کرنے لگی۔ اس کی ناک سے خون کا فوارا کرا اُبل پڑا تھا۔

جولیا تیزی سے اُٹھی ہی تھی کہ باس کی غضبناک آواز سنائی دی۔ "بس اب حرکت نہ کرنا"

"جولیا نے پلٹ کر دیکھا۔ باس اپنے کمرے سے نکل کر اُس کی طرف

آ رہا تھا۔ اُس کے ہاتھ میں ریوالور تھا جبکہ راہداری کے دوسرے حصے سے دو آدمی "بٹرے چلے آ رہے تھے۔ اُن کے ہاتھوں میں ٹامی گنیں تھیں وہ تینوں جولیا کے قریب آ گئے۔ زخمی کندھے والا کھڑا ہو چکا تھا۔

"لے جاؤ اُسے اور تہہ خانے میں ڈال دو۔" باس نے غراہٹ آمیز لہجے میں گن برداروں سے کہا۔ پھر باس نے رٹیا کی طرف دیکھا اور غصے سے بولا۔

"جاؤ — ناک پر پانی ڈالو — تمہاری لاپرواہی سے تھامسن کو ہلاک ہونا پڑا ہے۔"

"اوہ — باس —" رٹیا ہکلائی "یقین کریں میں نے اُسے قابو کرنے کی کوشش کی تھی۔"

باس زخمی کندھے والے سے بولا "تم بینڈیج کراؤ اور پھر میرے پاس آؤ۔"

"بہت بہتر —" زخمی نے سر جھکا کر کہا۔

جولیا کو گن برداروں نے لفٹ میں دھکیل دیا اور دروازہ باہر سے بند کر دیا۔ لفٹ حرکت میں آئی اور گہرائی میں جانے لگی۔ جولیا نے دیوار پر نگاہیں جما دی۔ جب لفٹ رُکی تو اُس کے اندازے کے مطابق وہ بیس فٹ کی گہرائی میں پہنچ چکی تھی۔ اُس نے فوراً واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو چیف — جولیا کالنگ —" وہ تیزی سے بولنے لگی

"یس جولیا — ایکسٹو اسٹینڈنگ —" چند لمحوں بعد واچ ٹرانسمیٹر سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"جولیا نے باس سے ملاقات کا حال سنایا اور یہ بھی بتایا کہ اس کے فرار کی ایک کوشش ناکام ہو چکی ہے۔

"جولیا شام کو جب وہ پوچھ گچھ کریں تو تشدد برداشت کرنے کی بجائے اُن کے سوالوں کے جوابات دے دینا —" ایکسٹو نے اس کی رپورٹ سننے کے بعد کہا۔

"اوہ — کیا واقعی چیف —؟" جولیا نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔

"ہاں — لیکن دانش منزل کی بجائے تم کسی اور عمارت کا پتا بتاؤ گی۔ میری ہدایات غور سے سُن لو" ایکسٹو نے کہا اور جولیا ہمہ تن گوش ہو گئی۔ ایکسٹو بولتا رہا۔ آخر میں اس نے کہا۔

"کیپٹن بابر بھی غائب ہو چکا ہے۔ اُس سے رابطہ قائم نہیں ہو رہا۔ ممکن ہے وہ بھی انہی لوگوں کے ہتھے چڑھ گیا ہو۔ خیال رکھنا —"

"بہت بہتر سر —" جولیا نے کہا۔

اور واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ کیونکہ اسی لمحے لفٹ کی چھت بائیں جانب سرکنے لگی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ چھت بائیں جانب غائب ہو گئی اور جولیا کو اوپری خلا سے نیچے آتی ہوئی ایک ٹوکری دکھائی دینے لگی وہ ٹوکری ایک رسی کے ذریعے نیچے لٹکائی جا رہی تھی اور

رسی کا دوسرا سرا بلندی پر موجود لفٹ کے دروازے میں کھڑے ایک سفید فام کے ہاتھ میں تھا۔ ٹوکری جولیا کے قریب آ کر فرش پر ٹھہر گئی اس میں کھانا اور پانی کا جگ رکھا تھا۔ جولیا کو ان چیزوں کی شدت سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے کھانا ٹوکری سے نکال کر فرش پر رکھ لیا اور خالی ٹوکری اوپر کھینچی جانے لگی۔ چند لمحوں بعد اوپر دروازے میں موجود شخص ٹوکری سمیت غائب ہو گیا اور دروازہ بند ہوتا نظر آیا۔ اس کے ساتھ ہی چھت سرک کر دائیں دیوار کے ساتھ آ لگی۔ جولیا نے کھانے پر توجہ دی۔ کھانا کھانے کے بعد اس نے پانی پیا اور دیوار سے ٹیک لگا کر کچھ سوچنے لگی نجانے کب اُسے نیند نے آ لیا۔ بیدار ہوئی تو فرش لرز رہا تھا۔ اس نے دیواروں پر نظر ڈالی لفٹ نما کمرہ اوپر اُٹھ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد لفٹ رک گئی۔ اب سامنے دروازہ تھا۔ لفٹ رکتے ہی دروازہ کھل گیا۔ باہر ایک گن بردار کھڑا تھا۔ جولیا اس کے اشارے پر اٹھ کر باہر نکل آئی۔ گن بردار اُسے گن کی زد میں لئے باس کے کمرے میں داخل ہوا۔ باس وہاں اکیلا نہیں تھا۔ اُس کے سامنے کرسی پر ایک اور سفید فام بیٹھا تھا مگر اس کے بیٹھنے کا انداز مؤدبانہ تھا۔

"اس وقت سوا سات بجے ہیں مس جولیا" باس نے جولیا کو گھورتے ہوئے کہا "امید ہے تم نے فیصلہ کر لیا ہوگا۔ کیا تم میرے سوالوں کا جواب دینے کے لئے تیار ہو"

"ہاں —" جولیا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اور باس کے چہرے پر ایک لمحہ کے لئے حیرت کے تاثرات ابھر آئے پھر بولا۔

"گڈ — مجھے تم سے یہی امید تھی۔ آؤ بیٹھو —" اس نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ جولیا بڑھ کر خالی کرسی پر بیٹھ گئی۔ گن بردار دروازے کے پاس ہی کھڑا رہا۔

"سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔" باس نے سوال کیا۔

"ڈھمپ ہاؤس میں —" جولیا نے اطمینان سے جواب دیا" اور یہ عمارت شاہراہِ قاسم پر واقع ہے"۔

"ہوں — ایکسٹو میں رہتا ہے" باس نے دوسرا سوال کیا۔

"ہاں — اسی میں اس کی رہائش ہے" جولیا نے سر ہلا کر کہا۔

"گڈ — اس کی شکل و صورت کیسی ہے" اس نے پوچھا۔

"مجھے معلوم نہیں۔ وہ نقاب لگائے رہتا ہے۔ وہاں وہ تمہیں نقاب میں ہی نظر آئے گا" جولیا بولی۔

"شکریہ —" باس نے مسکرا کر کہا" میں آج ہی تمہاری معلومات کی تصدیق کروں گا۔ اور اگر یہ سب کچھ غلط ثابت ہوا تو تم سمجھ ہی سکتی ہو کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا" جولیا کچھ نہ بولی باس نے گن بردار سے کہا" اسے تہہ خانے کی بجائے کسی اچھے سے کمرے میں بند کر دو جہاں سے یہ فرار نہ ہو سکے۔ اور اس کی ضروریات

کا بھی خیال رکھنا ۔" جولیا اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھی گن بردار اس کے پیچھے چل دیا۔ باہر آکر جولیا اس کے اشارے پر ایک طرف چل دی ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ کر گن بردار نے اُسے اندر داخل ہونے کا اشارہ کیا۔ جولیا دروازہ کھول کر اندر آئی تو عقب میں اس نے باہر سے دروازہ بند کر دیا۔ کمرے میں ایک پلنگ ایک میز اور دو کرسیاں رکھی تھیں۔ مگر اس میں کوئی روشندان یا کھڑکی نہیں تھی۔ اندر داخل ہونے اور باہر نکلنے کا واحد راستہ وہی دروازہ تھا جو اب بند ہو چکا تھا۔ جولیا ایک طویل سانس لے کر بستر پر دراز ہو گئی۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر آئے۔ ایک کے ہاتھ میں گن تھی جبکہ دوسرے نے کھانے کی ٹرے اٹھا رکھی تھی کھانا میز پر رکھ کر وہ دونوں چلے گئے اور دروازہ بند ہو گیا۔ جولیا نے میز پر آکر کھانا کھایا پھر ایکسٹو کو واچ ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دی۔

رپورٹ دینے کے بعد جولیا کچھ دیر تو کمرے میں ٹہلتی رہی پھر بستر پر آکر لیٹ گئی مگر نیند کوسوں دور تھی۔ اُسے رہ رہ کر خیال آرہا تھا کہ مجرم جلد ہی اس پر تشدد کریں گے کیونکہ اس نے انہیں تمام باتیں غلط بتائی تھیں۔ اگرچہ اس نے ایکسٹو کی ہدایات پر عمل کیا تھا مگر ایکسٹو اُسے ان لوگوں کے تشدد سے نہیں بچا سکتا تھا۔

رات کے تقریباً گیارہ بجے تھے جب دروزاہ ایک دھماکے سے کھلا اور جولیا اچھل پڑی۔

کیپٹن بابر آنکھیں ملتا ہوا اٹھ بیٹھا کمرے میں وہ اکیلا ہی تھا کمرے کا فرش جس پر وہ بیٹھا تھا سیمنٹ کا تھا مگر دیواریں ٹھوس لکڑی کی نظر آ رہی تھیں۔ دیواروں میں لکڑی کے لمبے اور موٹے سلیپر استعمال کئے گئے تھے۔ البتہ کمرے کا واحد دروازہ لوہے کا تھا جو بند تھا۔ اور ایک سائیڈ سے کھلتا تھا۔ اس نے ذہن پر زور دیا تو اسے یاد آگیا کہ شیورلیٹ والے کے حکم پر اس کے تین میں سے ایک ساتھی نے اس کے سر پر قریب لگا کر اسے بے ہوش کیا تھا۔ تو اب وہ انہی کی قید میں تھا

اس نے اٹھ کر پہلے دروازے کا جائزہ لیا۔ دروازہ باہر سے بند تھا۔ پھر اس نے لکڑی کی دیواروں کا جائزہ لیا۔ لکڑی کے چوڑے اور کم از کم ڈیڑھ انچ موٹے تختے آپس میں اتنی نفاست سے جڑے ہوئے تھے کہ ان میں معمولی سی بھی جھری باقی نہیں رہی تھی جس سے وہ باہر جھانک سکتا۔ ان تختوں کو توڑنا اس کے بس سے باہر

تھا" کمرے میں فرنیچر نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ کیپٹن بابر نے دروازے سے کان لگا کر سن گن لینے کی کوشش کی۔ مگر کوئی آواز نہ سنائی دی تب وہ کمرے کے وسط میں آکر بیٹھ گیا۔ گھڑی دیکھی تو شام کے چھ بج رہے تھے۔ ساتھ ہی اُسے ایکسٹو کا خیال آگیا۔

اگرچہ آج کل کوئی کیس نہیں تھا مگر ایکسٹو کی ہدایات تھیں کہ وہ کسی قسم کے بھی حالات سے دوچار ہوں اُسے ضرور آگاہ کیا جائے۔

کیپٹن بابر نے واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا اور ایکسٹو کو کال کرنے لگا۔

تقریباً پندرہ سیکنڈ بعد سلسلہ ملا اور ایکسٹو کی آواز آئی "ویلیں کیپٹن۔ تم خیریت سے ہو نا۔؟"

"فی الحال تو خیریت سے ہی ہوں سر" کیپٹن بابر نے چونکتے ہوئے کہا "کیا آپ کو میری گمشدگی کا پتا چل چکا ہے سر"

"ہاں — تمہاری کار ایک سڑک پر ملی تھی۔؟" ایکسٹو کی آواز آئی "باقی تم خود بتاؤ گے"

کیپٹن بابر نے شیورلیٹ والے کے تعاقب سے لے کر اپنے ہوش میں آنے تک کے واقعات تفصیل سے بتا دیئے اور اُن لوگوں کا حلیہ بھی بتا دیا جو اُسے اغوا کر لائے تھے۔

"ٹھیک ہے — میں تمہاری دوسری رپورٹ کا بے چینی سے منتظر ہوں —؟" ایکسٹو نے کہا۔

اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔ کیپٹن نے بھی واچ کا ذنڈ بٹن اندر کو دبا

دیا۔ اور سوچنے لگا کہ اُسے اغوا کرنے والے کون ہیں اور ان کے مقاصد کیا ہیں۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد باہر قدموں کی آہٹیں ابھریں۔ کیپٹن ہوشیار ہو گیا۔ آہٹیں قریب آتی چلی گئیں۔ معلوم ہوتا تھا آنے والا اکیلا ہی ہے۔ ایک لمحہ کے لئے کیپٹن بابر کو خیال آیا کہ وہ آنے والے کو دبوچ لے مگر پھر اُسے یاد آیا کہ ایکسٹو اُس کی دوسری رپورٹ کا منتظر ہے اور ظاہر ہے وہ دوسری رپورٹ میں یہاں کے بارے میں معلومات چاہتا تھا۔ معلومات حاصل کرنے کے لئے ضروری تھا کہ وہ صبر سے کام لیتا۔

قفل میں چابی گھومنے کی آواز آئی پھر دروازہ کھل گیا دروازے میں ایک نقاب پوش ہاتھ میں اسٹین گن لئے کھڑا تھا۔

"باہر آجاؤ" اُس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ "ہاتھ بلند کر لو۔"

کیپٹن بابر کو اس کا لہجہ پسند نہ آیا۔ بہر حال اُس نے ہاتھ بلند کیے اور باہر نکل آیا۔ اس طرف ایک طویل راہداری تھی نقاب پوش نے اسٹین گن کی نالی کیپٹن کی کمر سے لگا دی اور اُسے بائیں سمت چلنے کا حکم دیا "گن ہٹا لو دوست — میرا بھاگنے کا کوئی ارادہ نہیں" کیپٹن نے متزم لہجے میں کہا۔

مگر نقاب پوش نے گن نہیں ہٹائی۔ اس راہداری میں کچھ کمرے لکڑی کی دیواروں والے تھے جبکہ اُن سے آگے پختہ کمرے تھے۔ نقاب پوش نے اُسے ایک پختہ کمرے کے دروازے کے سامنے رُکنے کا حکم دیا۔ کیپٹن بابر رُکا ہی تھا کہ اُس کمرے کا دروازہ کھل گیا۔ اندر ایک اور نقاب پوش کھڑا

تھا۔ اُس نے کیپٹن کو اندر آنے کے لئے کہا کیپٹن کمرے میں داخل ہوا۔ ایک نقاب پوش میز کے پاس کرسی پر بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا۔
کمرے میں چار کرسیاں ایک میز رکھی تھی جبکہ دائیں جانب کی دیوار کے پاس لکڑی کی ایک لمبی میز پڑی تھی۔ اُس میز کے ساتھ چمڑے کے تسمے لٹک رہے تھے۔ سرہانے کی جانب دیوار پر ایک سوئچ بورڈ نظر آ رہا تھا۔
"برٹن — اسے میز پر لٹا دو" کرسی پر بیٹھے شخص نے کیپٹن کو لانے والے سے کہا۔
"چلو — اس میز پر لیٹ جاؤ" برٹن نامی نقاب پوش نے کیپٹن سے تحکمانہ لہجے میں کہتے ہوئے لمبی میز کی طرف اشارہ کیا۔
کیپٹن سمجھ گیا کہ وہ اُسے بے بس کر کے پوچھ گچھ کریں گے۔ اُس نے میز کے ساتھ منسلک چمڑے کے تسموں کو دیکھا اور آگے بڑھ کر میز پر دراز ہو گیا۔ گن بردار اُس کے سرہانے آ کھڑا ہوا۔
"اسکاٹ — تم تسمے باندھو" کرسی پہ بیٹھے شخص نے دوسرے نقاب پوش سے کہا مگر لہجہ تحکمانہ نہیں تھا۔ اسکاٹ نامی نقاب پوش نے کیپٹن بابر کے قریب آ کر اس کے دونوں بازو اس کے پہلوؤں سے ملائے اور پھر تسمے اُس کے جسم کے اوپر سے گزار کر میز کی دوسری سائیڈ میں لگے ہکوں میں باندھنے لگا۔ چند لمحوں بعد کیپٹن کا پورا جسم چمڑے کے تسموں میں کسا جا چکا تھا۔ اور اب وہ سر کے سوا اپنے کسی

عضو کو حرکت نہیں دے سکتا تھا۔

"مسٹر رومر ــــ اب کیا کرنا ہے" اسکاٹ نے فارغ ہو کر پوچھا۔
کرسی پر بیٹھے شخص نے اٹھتے ہوئے کہا "سولڈرنگ آئرن نکال لاؤ"

اسکاٹ بائیں جانب کی دیوار میں نظر آنے والی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن سمجھ رہا تھا کہ وہ لوگ اسے گرم کاویہ سے اذیتیں دینا چاہتے تھے۔

"ہاں تو جناب ــــ نقاب پوش جسے اسکاٹ نے رومر کے نام سے مخاطب کیا تھا، نے کیپٹن بابر سے کہا "کیا تم ہمارے سوالوں کے جواب دو گے یا ہمیں تشدد کرنا پڑے گا ــ"

"کیا پوچھنا چاہتے ہو ــــ!" کیپٹن بابر نے پوچھا۔

"تمہارا حدود اربعہ ــــ" رومر بولا "یعنی اتا پتا اور دیگر ضروری تفصیلات مثلاً تمہارا نام ــ؟"

"جابر علی ــ" کیپٹن بابر نے فوراً کہا۔

"میرا تعاقب کیوں کر رہے تھے ــ؟" رومر نے دوسرا سوال کیا۔ تب کیپٹن بابر نے اسے آواز سے شناخت کر لیا کہ وہ شیورلیٹ والا ہی ہے۔

"تم نے میری کار کو سائیڈ ماری ......" کیپٹن بابر نے کہنا چاہا

"یہ بہانا نہیں چلے گا۔ رومر اس کی بات کاٹتا ہوا غرایا "محض اتنے معمولی نقصان پر کوئی بھی کسی کا پچیس منٹ تک پیچھا نہیں کرتا تیز رفتاری کے اس دور میں کسی کے پاس ایک منٹ بھی فالتو نہیں ہوتا۔

اس لئے حقیقت اگل دو۔ تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے یا انٹیلی جنیس سے ۔؟"

"تمہیں غلط فہمی ہے دوست ۔ میں تو ایک کاروباری آدمی ہوں۔ جابر شو اسٹور کا مالک ۔ گلنار اسٹریٹ پر میری دوکان ہے"

اتنے میں اسکاٹ الماری سے کا دیہ نکال لایا۔ رومر نے اس کی جانب دیکھا اور کہا۔

"اس کا شو پلگ میں لگا دو۔ یہ جھوٹ بول رہا ہے حالانکہ تم دونوں اس کی حقیقت سے واقف ہو کہ اس کی جیب سے جدید ساخت کا ریوالور نکلا تھا جو کم از کم عام مارکیٹ میں دستیاب نہیں پھر اس ملک میں ایک شو اسٹو کے مالک کے پاس قیمتی مزدا کار کا ہونا بھی ناممکن ہے۔ جبکہ کار کے ڈیشن بورڈ میں ایک عدد ٹرانسمیٹر بھی فٹ تھا۔"

کیپٹن بابر سمجھ گیا کہ انہوں نے اُسے بے ہوش کرنے کے بعد اس کی کار کی تلاشی لی ہوگی۔ ہر وقت کار کے ڈیشن بورڈ کے خانے میں زیر وفور کا ایک ٹرانسمیٹر موجود رہتا تھا تاکہ اگر وہ پچاس میل کے باہر کہیں کال کرنا چاہیں تو انہیں دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

"میرے علم میں نہیں کہ ڈیش بوڈر کے خانے میں کوئی ٹرانسمیٹر نام کی چیز موجود تھی۔" اُس نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔" ممکن ہے تم نے یا کسی اور نے میری غیر موجودگی میں وہاں وہ رکھ دیا ہو۔"

" اچھا — اور عقبی نشست کے نیچے موجود اسلحہ خانہ کے بارے میں کیا خیال ہے — ؟ رومر نے طنزیہ لہجے میں پوچھا کیپٹن بابر نے کوئی جواب نہ دیا۔ یہ حقیقت تھی کہ ہرممبر کی کار کی عقبی نشست کے نیچے چھوٹا سا اسلحہ خانہ بنا ہوا تھا جس میں گرنیڈ، ٹائم بم، مشین گن اور فالتوں میگزین کا ذخیرہ رہتا تھا۔ اس کو استعمال کرنے کی شاذونادر ہی ضرورت پڑتی تھی۔

" اب خاموش کیوں ہو — بتاؤ کوئی بہانہ " رومر غرایا۔

اسکاٹ نے کاویہ شوسوئچ بورڈ کے پلگ میں لگا دیا تھا۔ برٹن نامی نقاب پوش خاموشی سے اسٹین گن اٹھانے کھڑا تھا۔ کیپٹن بابر سوچ رہا تھا کہ وہ لوگ کافی ہوشیار اور باخبر تھے۔ ورنہ وہ کار کی تلاشی نہ لیتے۔ انہوں نے کار کی سیٹوں تک کی تلاشی لی تھی۔

" اب تم زبان کھولتے ہو یا میں شروع ہو جاؤں " رومر نے اسکاٹ کے ہاتھ سے کاویہ لیتے ہوئے پوچھا۔

" میں تمہیں کیسے سمجھاؤں " کیپٹن نے اُسے گھورتے ہوئے کہا کہ وہ کار ۔۔۔ "

" تمہاری نہیں کسی اور کی تھی —! رومر نے اس کی بات کاٹ کر اس کا جملہ مکمل کر دیا " یہی کہنا چاہتے ہو نا تم "

" ظاہر ہے دوست کی کار میری ملکیت کیسے ہو سکتی ہے " کیپٹن بابر نے مسکرا کر کہا " میری آمدنی تو اتنی نہیں کہ میں اتنی مہنگی کار خرید سکوں "

"یا تم خود احمق ہو یا ہمیں بنانے کی ناکام کوشش کر رہے ہو کیپٹن باربر" روڈمر یکدم دھاڑا "تمہارے ڈرائیونگ لائسنس پر تمہارا نام اور رہائش گاہ کا پتا درج ہے ۔ گاڑی کے کاغذات میں بھی تمہارا ہی نام ہے ۔ اب تم اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ لائسنس پر موجود تصویر تمہاری نہیں ہے"

کیپٹن باربر کو اپنی حماقت کا شدید احساس ہوا ۔ وہ یہ تو بھول ہی گیا تھا کہ گاڑی کے کاغذات کار ہی میں تھے ۔ اور اس کا ڈرائیونگ لائسنس بھی انہی میں شامل تھا ۔ روڈمر نے غصیلی نگاہوں سے اسے گھورا اور اسے خاموش پا کر گرم کاویہ اس کی داہنی ران پر رکھ دیا ۔ دوسرے ہی لمحے کمرے میں کیپٹن کی بھیانک چیخیں گونجنے لگیں ۔

اُن کی تعداد چھ تھی۔ وہ سیاہ رنگ کی وین کے عقبی حصے میں بیٹھے تھے جسموں پر سیاہ لباس اور چہروں پر سیاہ نقابیں لگائے وہ کافی پراسرار لگ رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک سفید فام بیٹھا تھا۔ اس وقت رات کے دس بجے تھے شدید سردی کے باعث سڑکیں جلد ہی ویران ہو جاتی تھیں۔ اس وقت سڑک پر اکا دکا گاڑیاں ہی نظر آ رہی تھیں سیاہ وین مختلف سڑکوں سے گزرتی ہوئی شہید روڈ پر آئی اور پھر ایک چھوٹی سی گلی کی نکڑ پر رک گئی۔

سفید فام ڈرائیور انجن بند کر کے اتر آیا۔ اور عمارتوں کی لائن کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگا۔ دائیں جانب کی تیسری عمارت کے گیٹ پر وہ رکا۔ گیٹ بند تھا۔ گیٹ کی سائیڈ میں چھوٹی سی تختی پر "ڈھمپ ہاؤس" کے الفاظ لکھے تھے۔ اس نے سر ہلایا اور واپس پلٹ پڑا۔ وین کے قریب آ کر اس نے اندر بیٹھے آدمیوں کو اشارہ کیا اور خود گلی میں داخل ہو گیا۔ نقاب پوش وین سے اتر کر اس کے قریب پہنچ گئے۔ ان

کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ سفید فام اندھیری گلی میں آگے بڑھنے لگا۔ تقریباً بیس قدم چلنے کے بعد وہ دائیں جانب کی ایک پتلی سی گلی میں گھس گیا۔ سیاہ پوش اس کے پیچھے دبے پاؤں چل رہے تھے عمارتوں کی عقبی گلی میں گھپ اندھیرا تھا۔ سفید فام نے جیب سے پنسل ٹارچ نکال کر روشن کر لی گلی میں کوٹھیوں کی چار دیواری کی عقبی دیواریں تھیں، فرش میں جا بجا گندے پانی کے گٹر تھے۔

وہ لوگ احتیاط سے قدم اٹھاتے ہوئے تیسری عمارت کے عقب میں پہنچ گئے۔ اس کوٹھی کی عقبی دیوار زمین سے آٹھ فٹ بلند تھی۔ سفید فام نے ٹارچ بجھا دی اور ایک آدمی کو دیوار کے پاس بیٹھنے کے لئے کہا۔ وہ سیاہ پوش بیٹھا تو سفید فام اس کے کندھوں پر پاؤں رکھ کر دیوار کے سہارے کھڑا ہو گیا اور سیاہ پوش آہستہ آہستہ اٹھنے لگا۔ جلد ہی سفید فام کے ہاتھ دیوار کی سطح پر پہنچ گئے اس نے دیوار کی سطح پر دونوں ہاتھ جمائے اور جسم کو ایک جھٹکا دیا اور دوسرے لمحے وہ دیوار پر پہنچ چکا تھا دیوار پر پہنچ کر وہ لیٹ گیا اور اندر کا جائزہ لینے لگا۔ دو کمروں میں روشنی ہو رہی تھی۔ مگر اس جانب کسی کمرے کی کھڑکی یا دروازہ نہیں تھا۔ روشن کمروں کے روشندانوں سے باہر پڑنے والی روشنی نے وہاں قدرے اجالا کر دیا تھا۔

عقبی حصے میں کوئی ذی روح نظر نہیں آ رہا تھا۔ دیوار سے عمارت تک بیس فٹ چوڑی جگہ ویران تھی۔ سفید فام اٹھ بیٹھا اور پھر ہاتھ

بڑھا کر اپنے ساتھیوں کو اوپر کھینچنے لگا۔ اس کے ساتھی اوپر آ کر اندر کی جانب لٹک کر اُترنے لگے آخر میں سفید فام خود بھی اندر اُتر آیا اور جیب سے ریوالور نکال لیا۔

"ذرا ہوشیاری سے۔" اس نے اپنے ساتھیوں سے سرگوشیانہ آواز میں کہا۔" یہ سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے یوں سمجھو قدم قدم پر اندیکھی موت پہرہ دے رہی ہے۔"

" اتنا کہہ کر اس نے انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور دبے پاؤں عمارت کے بائیں پہلو کی جانب بڑھنے لگا۔ عمارت کے بائیں پہلو ایک دروازہ تھا دروازہ بند تھا سفید فام نے کی ہول سے آنکھ لگا کر اندر کا جائزہ لیا دوسری جانب ایک طویل راہداری تھی جس میں دونوں طرف متعدد کمرے تھے۔ راہداری میں کوئی ذی روح نظر نہیں آ رہا تھا جبکہ اس میں رو برقی قمقموں نے اجالا کر رکھا تھا سفید فام نے اپنے ساتھیوں کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور خود آگے بڑھ گیا۔ نکڑ پر پہنچ کر اس نے دیوار کی اوٹ سے عمارت کے سامنے والے حصے کا جائزہ لیا۔ گیٹ پر کوئی نہیں تھا البتہ نیم تاریک برآمدے کے باہر ایک کار کھڑی تھی۔ اور اس کار کے پاس ایک آدمی ٹہل رہا تھا۔ رائفل اس کے کندھے سے لٹک رہی تھی۔

سفید فام واپس پلٹ آیا۔ دروازے کے پاس آ کر اس نے ہینڈل گھمایا مگر دروازہ نہ کھلا وہ مقفل تھا اس نے اپنے سائلنسر

لگے ریوالور کی نالی کی ہول پر رکھ کر ٹریگر دبایا تو ہلکی سی کھٹک کی آواز پیدا ہوئی دوبارہ ہنڈل گھمانے پر دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اُس نے چند لمحے رک کر کسی آہٹ کو محسوس کرنے کی کوشش کی۔ پھر مطمئن ہو کر اندر داخل ہو گیا۔ سیاہ پوشوں نے اس کی پیروی کی اور اندر آ گئے۔

”تم یہیں ٹھہرو——!“ سفید فام نے اشارے سے ایک سیاہ پوش سے کہا۔

اور باقی ساتھیوں کو لے کر دبے پاؤں آگے بڑھنے لگا۔ راہداری میں اُن کے قدموں کی آوازیں محسوس نہیں ہو رہی تھیں۔ تمام کمرے بند تھے مگر ایک روشن کمرے کا دروازہ ایک انچ کے قریب کھلا تھا۔ سفید فام نے اُس میں سے اندر جھانکا۔ کمرے کے وسط میں ایک پلنگ پر کوئی لحاف اوڑھے سو رہا تھا لیکن سونے والے کا چہرہ سیاہ نقاب میں چھپا ہوا تھا۔ سفید فام نے مڑ کر سرگوشی کی۔

”ایکسٹو سو رہا ہے آؤ“

اُس نے کوئی آواز پیدا کئے بغیر دروازہ کھولا اور دبے پاؤں اندر داخل ہو گیا۔ اُس کے ساتھی بھی اندر آ گئے۔ سفید فام کے اشارے پر انہوں نے اسٹین گنوں کا رُخ بستر پر سوئے ہوئے ایکسٹو کی طرف کر دیا۔ تب سفید فام نے فرش پر زور سے پاؤں مارا۔ مگر ایکسٹو بیدار نہ ہوا۔

"اٹھو مسٹر ایکسٹو ۔۔۔ موت کے فرشتے آ پہنچے ہیں ۔۔۔" سفید فام نے ہنس کر کہا ۔ لیکن اب بھی ایکسٹو کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہوئی ایک سیاہ پوش نے ہنس کر کہا ۔

"شاید یہ ہماری آمد سے آگاہ ہو چکا ہے اور خوف کے مارے جاگنے سے پرہیز کر رہا ہے ۔۔۔"

"ٹھیک ہے ۔ بھون ڈالو اسے ۔۔۔" سفید فام نے سخت لہجے میں کہا ۔

سیاہ پوشوں نے بیک وقت اسٹین گنوں کے بولٹ کھینچے ۔ بیسیوں گولیاں تڑتڑاہٹ کی خوفناک آوازیں پیدا کرتی ہوئیں ایکسٹو کے لحاف میں پوشیدہ بدن میں گھس گئیں اور ٹھیک اسی لمحے کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے اپنے آپ بند ہوتا چلا گیا ۔

وہ سب بیک وقت دروازے کی طرف پلٹے ۔ مگر دروازہ بند ہو چکا تھا ۔ سفید فام پریشان ہو کر آگے بڑھا اور جونہی ہینڈل کو گھمانے کے لئے پکڑا اسے زبردست جھٹکا لگا اور وہ چیختا ہوا اپنے ساتھیوں سے آٹکرایا آہنی ہینڈل میں برقی رو دوڑ رہی تھی ۔ اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا ۔

"کیا ہوا مسٹر کارل ۔۔۔؟" ایک سیاہ پوش نے فرش پر بیٹھ کر اسے سہارا دیتے ہوئے پوچھا ۔

"دروازے میں کرنٹ ہے ۔۔" سفید فام کارل نے جواب دیا ۔

اور اُٹھ کر عجیب سی نظروں سے بستر کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر آگے بڑھ کر اُس نے ایک جھٹکے سے لحاف اتار دیا۔ مگر لحاف کے نیچے انسانی جسم کی بجائے تکیئے رکھے تھے۔ جبکہ سیاہ نقاب بھی ایک چھوٹے سے تکیئے پر منڈھا ہوا تھا۔

"اوہ — ہمیں چوٹ ہو گئی ہے" کارل غرایا۔

"مگر — مگر یہ کیسے ممکن ہے مسٹر کارل —" ایک سیاہ پوش خوفزدہ لہجے میں بولا۔

"شاید — شاید اس حرامزادی جولیا نے کسی طرح یہاں اطلاع کر دی ہو گی —" کارل دانت پیستا ہوا بولا "ہمیں پھانسنے کا قبل از وقت ہی انتظام کر دیا گیا تھا۔

"اب کیا ہو گا — ؟" ایک اور آدمی خوف سے منمنایا۔

"فائرنگ کرو دروازے پر —" کارل غرایا۔

اور وہ خوفزدہ سیاہ پوش دروازے پر گولیاں برسانے لگے لیکن موٹے آہنی دروازے پر گولیوں نے کوئی اثر نہ کیا۔ البتہ گولیاں ٹکرانے سے روشنی کے جھماکے ضرور ہوئے تھے۔ کارل آگے بڑھا اور جیب سے ایک الیکٹرک ٹیسٹر نکال کر دروازے سے مس کیا۔ دروازے میں برقی رو بدستور موجود تھی اس کمرے میں اور کوئی کھڑکی یا روشندان بھی نہیں تھا۔ وہ بری طرح پھنس چکے تھے۔ باہر سے کوئی آواز نہیں آرہی تھی۔ کارل سوچ رہا

تھا شاید ان کا ساتواں ساتھی اُن کے لئے کوشش کرے جسے وہ راہداری کے دروازے پر چھوڑ آئے تھے۔ دفعتاً کمرے میں ایک آواز گونجنے لگی۔

آنے والا وہی سفید فام تھا جو اُسے کمرے میں چھوڑ گیا تھا۔ اُس نے جولیا کو خونخوار نظروں سے گھورا تو جولیا سمجھ گئی کہ کوئی خاص بات ہے۔

چلو باہر —" وہ غرایا " باس نے تمہیں فوری طلب کیا ہے "

" اوہ — خیریت تو ہے —؟" جولیا نے نرمی سے پوچھا۔

" تمہارے فریب کا پردہ چاک ہو چکا ہے " وہ غرایا " شاید اب باس تمہیں گولی ہی مار دے "

جولیا بستر سے اٹھتے ہوئے بولی " میں نے کیا فریب کیا ہے —؟"

" بکواس بند کرو اور میرے آگے چلو " وہ دھاڑا۔

جولیا دروازے کی طرف بڑھی۔ وہ پیچھے تھا۔ مگر دروازے میں پہنچتے ہی جولیا تیزی سے گھومی۔ ساتھ ہی اس کی لات چل گئی۔ سفید فام کے ہاتھ سے گن چھوٹ گئی اور دور جا گری۔

جولیا نے اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی اس کی ناک پر مکا رسید کیا۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا میز سے جا ٹکرایا۔ جولیا نے جھپٹ کر اسٹین گن اٹھا لی اور اس پر تان لی۔

"خبردار ۔۔ حرکت کرنے کی کوشش نہ کرنا۔" جولیا آہستہ سے غرائی "ہاتھ بلند کر لو۔"

سفید فام کے چہرے پر خوف پھیل گیا۔ اس نے سیدھے ہو کر ہاتھ بلند کر لئے۔ جولیا الٹے قدموں دروازے کے پاس آئی اور ایک ہاتھ پیچھے کر کے دروازہ بند کر دیا۔ سفید فام کی نگاہیں اُسے گھور رہی تھیں

"میں صرف ایک لمحہ جواب کا انتظار کروں گی۔ بول یہ عمارت کہاں پر ہے۔۔؟" جولیا نے سوال کیا۔

"سمال انڈسٹریز اسٹیٹ ایریا میں۔۔" وہ فوراً بولا۔

"عمارت کا نمبر اور لائن ۔۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"تیسری لائن کی پانچویں عمارت ۔۔ نمبر مجھے معلوم نہیں۔" اس نے بتایا۔ "مگر تم یہاں سے فرار نہیں ہو سکو گی۔"

"بکواس بند کرو ۔۔ اور دیوار کے پاس جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ ہاتھ دیوار پر رکھنا۔" جولیا نے اُسے ڈانٹتے ہوئے بائیں جانب کی دیوار کی طرف اشارہ کیا۔

وہ جولیا کی طرف دیکھتا ہوا دیوار کے پاس پہنچا اور دیوار پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا منہ دیوار کی طرف ہی تھا۔ جولیا آگے بڑھتی ہوئی بولی

"پیچھے مت دیکھنا۔ میں تمہاری تلاشی لوں گی۔"

وہ دیوار کی طرف دیکھنے لگا۔ جولیا اس کی پشت پر پہنچی مگر تلاشی لینے کی بجائے اُس نے اسٹین گن کا کندہ اس کے سر پر رسید کر دیا سفید فام کے منہ سے طویل کراہ خارج ہوئی اور وہ نیم جان ہو کر فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

جولیا نے اطمینان کا سانس لیا اور دروازے کی طرف پلٹی۔ وہ چاہتی تھی کہ وہاں سے کوئی ہنگامہ کئے بغیر نکل جائے دروازے کے پاس پہنچتے ہی اُسے ایکسٹو کا خیال آیا کہ اُسے کال کر کے عمارت کا محل وقوع بتا دے مگر اتنا وقت نہیں تھا۔ باس نے اُسے طلب کیا تھا اور ممکن تھا کہ وہ فوراً ہی کسی دوسرے شخص کو اُسے بلانے بھیج دیتا اس نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔ راہداری میں کوئی نہ تھا۔

وہ باہر نکل آئی۔ اور دبے پاؤں اس جانب بڑھنے لگی جدھر برآمدہ تھا۔ برآمدے تک وہ کسی رکاوٹ کے بغیر پہنچ گئی۔ برآمدے کے باہر گھوپ اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ اگر برآمدے میں روشنی نہ ہوتی کمپاؤنڈ بالکل ہی تاریک ہوتا۔ گیٹ کے قریب ایک آدمی اسٹین گن سنبھالے ٹہل رہا تھا جبکہ برآمدے سے چند گز آگے بھی ایک آدمی موجود تھا۔ جولیا برآمدے کے ایک ستون کے پیچھے رک کر سوچنے لگی کہ ان کی نظروں سے بچ کر وہ کیسے گیٹ سے باہر جا سکتی ہے۔ انہیں ختم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ اگر اس کے پاس

سائیلنسر لگا رہا ہوتا تو وہ انھیں خاموشی سے ٹھکانے لگا سکتی تھی مگر اسٹین گن کی فائرنگ دوسروں کو متوجہ کر سکتی تھی۔ اس صورت میں کھیل بگڑ سکتا تھا۔

وہ چند لمحوں تک برآمدے کے ستون کے آڑ میں کھڑی سوچتی رہی پھر اُس کے دماغ میں آیا کہ خاموشی سے کام لیا جائے اُس نے برآمدے کے قریبی شخص کی طرف دیکھا۔ وہ گیٹ کی جانب دیکھتا ہوا سگریٹ پی رہا تھا۔ جولیا دبے پاؤں آگے بڑھی اور برآمدے سے نکل کر اس شخص کی طرف بڑھنے لگی۔ چونکہ اس کی نگاہیں اپنے شکار کی پشت پر جمی ہوئی تھیں کہ وہ کہیں پلٹ نہ پڑے اس لئے وہ نیچے نہ دیکھ سکی نتیجے میں ایک ابھری ہوئی اینٹ سے اُسے ٹھوکر لگی اور وہ ایک لمحہ کے لئے لڑکھڑا سی گئی۔ اس آدمی نے آہٹ پاتے ہی مڑ کر دیکھا اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ دوسرے لمحے اس نے کندھے سے گن اتارنے کی کوشش کی۔

ٹھیک اسی لمحے جولیا نے سنبھل کر اس پر فائر کر دیا تڑتڑاہٹ کی خوفناک آوازوں کے درمیان اس شخص کی کربناک چیخ بلند ہوئی اور وہ مردہ چھپکلی کی مانند فرش پر آ رہا۔ جولیا نے فوراً گن کا رخ گیٹ کے پاس کھڑے شخص کی طرف کر لیا جو گن اتار چکا تھا۔ جولیا نے بولٹ کھینچا۔ مگر اس شخص نے خود کو فرش پر گرا دیا اور گولیاں اس کے اوپر سے گزر کر گیٹ سے جا ٹکرائیں۔

دفعتاً عقب سے ایک فائر ہوا۔ گولی جولیا کے شانے میں لگی اور اس کے ہاتھ سے گن چھوٹ گئی۔ اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکلی اور اُس نے اپنے شانے پر ہاتھ رکھ لیا۔ وہ بازو پہلے ہی زخمی تھا اس نے پلٹ کر دیکھا تو برآمدے میں باس سمیت تین افراد نظر آئے فائر باس نے ہی کیا تھا جس کے ریوالور سے ...... ہلکا سا دھواں خارج ہو رہا تھا۔

"اویل ـــ ریمیٹ ـــ" باس غرایا۔ "جلدی کرو۔ فائرنگ کی آواز یقیناً پولیس کو ادھر کھینچ لائے گی یا کوئی ہمسایہ پولیس کو اطلاع دے رہا ہوگا۔ سامان سمیٹو اور نکل چلو۔" اُس کے پیچھے کھڑے دونوں افراد مڑ گئے۔ باس نے گیٹ پر موجود شخص کو آواز دی جو کھڑا ہو چکا تھا۔ وہ قریب آیا تو باس نے کہا۔

"اس نا حشنہ کو میری کار کی ڈگی میں ٹھوس دو۔"

پھر اُس نے آگے بڑھ کر جولیا کے سر پر ریوالو کا دستہ رسید کیا اور جولیا بے ہوش ہوتی چلی گئی۔ مگر یہ بے ہوشی زیادہ طویل نہیں ہوئی۔ ہوش آیا تو وہ کسی کار کی ڈگی میں تھی اور کمر کے بل نیم دراز تھی۔ کار حرکت میں تھی اور زخمی شانے میں درد شدید اٹھ رہا تھا۔ نجانے اب تک کتنا خون بہہ چکا تھا۔ البتہ نقاہت اتنی زیادہ تھی کہ وہ کوشش کے باوجود جسم کو حرکت نہ دے سکی۔ ڈگی میں تاریکی کے باعث کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ کار کافی تیزی سے کسی پختہ سڑک

پر دوڑ رہی تھی۔ ڈگی مکمل طور پر بند ہونے کے باعث وہ باہر کا منظر دیکھنے سے یکسر قاصر تھی۔ بہر حال اتنا تو وہ جانتی تھی کہ مجرم پہلا ٹھکانا چھوڑ کر کسی دوسری جگہ جا رہے تھے۔

اُسے ایکسٹو کا خیال آیا کہ اُسے اطلاع دے مگر پھر اُس نے یہ خیال رد کر دیا۔ کار کا شور اتنا زیادہ نہیں تھا کہ اُس میں اس کی آواز دب جاتی یا اندر موجود افراد اس کی آواز نہ سن پاتے اور وہ ایکسٹو سے رابطہ کا واحد ذریعہ کھونا نہیں چاہتی تھی۔

اس کے ہوش میں آنے کے تقریباً تین منٹ بعد ہی کار کسی جانب مڑی اور آدھے منٹ بعد رک گئی۔ کار کا انجن بند ہو گیا۔ ساتھ ہی باس کی آواز سنائی دی۔

"اسے نکال کر کیبن میں بند کر دو۔ زخم کی بینڈیج کر دینا۔ ابھی ہمیں اُس کی ضرورت ہے۔"

کار سے اترنے کی آوازیں آئیں۔ دروازے کھلے اور بند ہوئے۔ اس کے فوراً ہی ڈگی کا ڈھکن اوپر اُٹھا جولیا نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ مگر آنکھوں کی جھری سے وہ دیکھ چکی تھی کہ اس کے قریب اوپل نامی شخص ہے۔ اوپل نے اُسے ڈگی سے نکال کر کندھے پر لادا اور ایک طرف چل دیا۔ جولیا کا نصف دھڑ اس کی پشت کی جانب جھکا ہوا تھا۔ اُس نے آنکھیں کھول دیں۔ ایک برآمدے سے گزر کر اوپل ایک راہداری میں داخل ہوا اور بائیں جانب بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ

ایک جگہ رکا اور ایک کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا جولیا کو اُس نے ایک صوفے پر لٹایا تو جولیا نے آنکھوں کی خفیف سی جھری سے کمرے کا جائزہ لیا۔

کمرے میں ایک سفید فام کرسی پر بیٹھا تھا۔ اُس کے آگے میز پر ٹیلیفون رکھا تھا۔

"کیا یہ بے ہوش ہے اوپل ؟" اُس نے اوپل سے پوچھا۔

"ہاں — باس کا حکم ہے اس کی فوراً مرہم پٹی کر دی جائے باس کو اس کی زندگی سے فی الحال دلچسپی ہے —"

"رائٹ — مگر باس کہاں ہیں ؟" اس آدمی نے پوچھا۔

"باس یہاں ہمارے ساتھ ہی آئے ہیں جیکیسن" اوپل نے زور دے کر کہا "اس لڑکی نے وہاں فائرنگ کر دی تھی اور پولیس کے چکر سے بچنے کے لئے ہمیں وہ ٹھکانا چھوڑ دینا پڑا!"

"اوہ — " جیکیسن نامی سفید فام چونک کر اٹھتا ہوا بولا "ٹھہرو میں باس سے مل لوں"

"آؤ —" اوپل نے مسکرا کر کہا۔

اور دونوں کمرے سے نکل گئے۔ دروازہ بند ہو گیا مگر جولیا کو اُمید تھی کہ انہوں نے اُسے بے ہوش سمجھتے ہوئے باہر سے دروازہ مقفل نہیں کیا ہو گا۔ لیکن فی الحال وہ اس موقع سے فائدہ اٹھانے سے قاصر تھی۔ اُس کا شانہ شدید زخمی تھا اور خون زیادہ بہہ جانے کے باعث اس پر

اس قدر نقاہت طاری تھی کہ وہ اُٹھ کر بیٹھنے کی کوشش بھی نہیں کر سکتی تھی البتہ وہ ایکسٹو کو کال کر سکتی تھی اس نے کوشش کر کے زخمی شانے والا ہاتھ پیٹ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے کلائی پر بندھی واچ ٹرانسمیٹر کا ڈنڈ بٹن باہر کھینچ دیا۔

ڈھمپ ہاؤس کافی وسیع و عریض عمارت تھی۔ یہ عمارت عمران نے سیکرٹ سروس کے لئے خریدی تھی اور اس میں مناسب تبدیلیاں کرائی تھیں تاکہ بوقت ضرورت وہ عمارت ایک مضبوط قلعہ کا کام دے سکے۔ اس کے علاوہ اس عمارت کو خریدنے کا ایک دوسرا مقصد یہ بھی تھا کہ کسی کیس کے دوران مجرموں کو دھوکا دینے کے لئے یا انہیں پھانسنے کے لئے اسے عارضی ہیڈکوارٹر بنایا جا سکے۔ اس عمارت کا ہر کمرہ مخصوص میکنزم کے زیر اثر تھا۔ اور اس میکنزم کا تعلق کنٹرول روم سے تھا۔ بوقت یہیں سے دروازے کھولے اور بند کئے جا سکتے تھے یا دروازوں میں برقی رو دوڑائی جا سکتی تھی۔ تمام کمرے ساؤنڈ پروف بنا دیئے گئے تھے اور بوقت ضرورت اُن سے لاک اپ کا کام لیا جا سکتا تھا۔

کنٹرول روم دراصل کافی بڑا ہال کمرہ تھا۔ اس میں دیواروں پر شارٹ سرکٹ ٹی وی اسکرین نصب تھیں اور ان سکرینوں پر عمارت کے اندرونی اور بیرونی ہر حصے کا منظر دیکھا جا سکتا تھا۔ بیرونی گیٹ کو بھی وہیں سے کنٹرول کیا جاتا تھا۔ کنٹرول پینل بائیں جانب کی دیوار کے پاس ایک ڈیسک پر نصب تھا جس پر کئی ایک بٹن اور ناب نظر آ رہے تھے۔ کنٹرول ڈیسک کے پہلو میں ایک ہیڈ فون لٹک رہا تھا جبکہ سامنے دیوار پر ایک طاقتور مائیک نصب تھا۔ کنٹرول ڈیسک کے آگے اونچی سی گھومنے والی کرسی پڑی تھی جس کا رخ دوسری جانب پڑی میز کی جانب تھا۔ میز پر ٹیلیفون سیٹ کے علاوہ قلمدان اور زیرو فور کا ٹرانسمیٹر بھی موجود تھا۔

اس وقت ہال کی سامنے والی دیوار پر لگے تمام اسکرین روشن تھے جن میں ایک اسکرین پر گیٹ کے باہر اور اندر کا منظر نظر آ رہا تھا۔ عمران کرسی پر بیٹھا چیونگم چباتا ہوا اس اسکرین کو گھور رہا تھا۔ اس کی ہدایت پر صفدر کمپاؤنڈ میں ٹہل رہا تھا۔ وہ پہ آمدے کے باہر کھڑا سگریٹ پی رہا تھا۔ بلیک زیرو نے اسے جولیا کی پہلی رپورٹ کے بعد دوسری رپورٹ دی تو اس نے بلیک زیرو سے کہہ دیا تھا کہ اگر جولیا سے پوچھ گچھ کی جائے تو وہ اس عمارت کا پتا بتا دے پھر وہ دانش منزل میں ہی تھا جب جولیا نے تیسری بار کال کی اور بلیک زیرو نے بحیثیت ایکسٹو اسے ہدایات دیں جولیا کی چوتھی کال موصول ہوتے ہی اس نے

صفدر کو فون کیا اور یہاں پہنچنے کی ہدایت کی اور خود بھی یہاں آگیا اُسے اُمید تھی کہ مجرم ڈھمپ ہاؤس کو سکیرٹ سروس کا ہیڈکوارٹر سمجھ کر حملہ ضرور کریں گے۔

چند لمحوں بعد اسکرین پر ایک آدمی دکھائی دیا۔ وہ سفید فام ہی تھا وہ عمارت کے بائیں جانب سے نمودار ہوا تھا۔ اور وہ ٹہلتا ہوا، گیٹ کے پاس آرہا تھا۔ گیٹ کے پاس آکر وہ رُکا اور شاید نیم پلیٹ پڑھی تھی۔ پھر وہ واپس چلتا ہوا اسکرین سے غائب ہوگیا۔ عمران نے جلدی سے کرسی ڈیسک کی طرف گھمائی اور ایک ناب کو حرکت دی۔ اسکرین پر منظر تبدیل ہوا اور سفید فام دوبارہ نظر آنے لگا۔ وہ کچھ فاصلے پر کھڑی ایک سیاہ وین کی طرف بڑھ رہا تھا عمران نے ناب کو مزید گھمایا تو وین اسکرین کے وسط میں نظر آنے لگی۔ سفید فام نے وین کے پاس آکر ہاتھ لہرایا اور قریبی گلی میں داخل ہوگیا پھر وین سے چند سیاہ پوش نکلے اور گلی میں داخل ہوگئے۔

گلی میں داخل ہوکر وہ جونہی منظر سے غائب ہوگئے۔ عمران نے دوسرے اسکرین پر نظر ڈالی۔ اس میں ڈھمپ ہاؤس کی عقبی گلی کا منظر دکھائی دے رہا تھا عمران کو امید تھی کہ وہ اس طرف آئیں گے۔ چند لمحوں بعد وہ سیاہ پوش اس گلی میں نظر آئے۔ سفید فام ان سے آگے تھا۔ سیاہ پوش مسلح تھے۔ عمران نے فوراً واچ ٹرانسمیٹر آن کیا جس پر پہلے ہی صفدر کی فریکوئنسی سیٹ تھی۔ چونکہ صفدر اس

سے پہلے یہاں آگیا تھا اور وہ خود بعد میں ایکسٹو کی حیثیت سے نقاب لگا کر آیا تھا اس لیے اس نے صفدر کو ایکسٹو کی آواز میں ہی تمام باتیں سمجھائی تھیں۔

"ہیلو صفدر ۔۔۔ ایکسٹو کالنگ ۔۔۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا

"یس سر ۔" ایک لمحہ بعد صفدر کی چاک وچوبند آواز سنائی دی

"وہ لوگ آرہے ہیں ۔ ان کی تعداد سات ہے ۔ چھ افراد سیاہ پوش ہیں جبکہ ساتواں سفید عام لباس میں ہیں وہ عقبی گلی میں داخل ہو چکے ہیں ۔ تم کوئی مداخلت نہ کرنا ۔ میں خود تمہیں اندر بلاؤں گا۔ اگر وہ برآمدے کی جانب سے اندر آنا چاہیں تو تم ٹہلتے ہوئے آگے نکل جانا اور یہی ظاہر کرنا کہ تم نے انہیں دیکھا نہیں یا چھپ جانا ۔" عمران نے اسے ہدایات دیں اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا پھر وہ اسکرین پر نگاہیں جمائے سیاہ پوشوں کی نقل وحرکت دیکھتا رہا ۔ تقریباً پانچ منٹ بعد وہ لوگ عقبی سمت سے دیوار پھلانگ کر اور بے آواز ریوالور سے راہداری کی ایک جانب کے دروازے کا قفل بیکار کر کے راہداری میں داخل ہو چکے تھے جبکہ ان کا ایک ساتھی اس دروازے سے باہر ہی رک گیا تھا ۔ اب عمران دوسرے اسکرین پر راہداری کا منظر دیکھ رہا تھا ۔ اس نے انہیں ایک بیڈ روم میں داخل ہوتے دیکھا تو مسکرا دیا ۔ ساتھ ہی اس نے کنٹرول ڈیسک کا ایک بٹن دبا دیا ۔ جس کا تعلق بیڈ روم

میں پوشیدہ مائیک سے تھا۔

"اٹھو مسٹر ایکسٹو۔ موت کے فرشتے آپہنچے ہیں۔" کنٹرول روم میں لگے اسپیکر سے سفید فام کی آواز ابھری عمران اسکرین پر انہیں دیکھتا اور ان کی باتیں سنتا رہا۔ پھر یونہی سفید فام کے حکم پر سیاہ پوشوں نے بستر پر فائرنگ کی۔ عمران نے ایک بٹن دبا اسکرین پر کمرے کا دروازہ بند ہوتا دکھائی دیا عمران نے دوسرا بٹن دبا دیا جس سے دروازے میں برقی رو دوڑ گئی۔ سفید فام تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا مگر ہینڈل کو چھوتے ہی اچھل کر پیچھے جا پڑا۔ اسپیکر سے اس کی چیخ سنائی دی تھی۔

پھر ردعمل کے طور پر اُن لوگوں کی باتیں سنائی دینے لگیں۔ عمران چند لمحوں تک سنتا رہا پھر وہ دروازے پر فائرنگ کرتے نظر آئے۔ عمران اطمینان سے اُن کی بے بسی کا تماشا دیکھتا اور محظوظ ہوتا رہا۔ دفعتاً اس نے "ڈلیسک" کے اوپر دیوار میں لگے مائیک کی طرف منہ کر کے کہا۔

"دوستو۔" یہ سیکرٹ سروس کا ہیڈکوارٹر ہے۔ کسی گھسیارے کا گیٹ نہیں۔ میری مرضی کے بغیر تم قیامت تک یہاں سے نہیں نکل سکتے۔"

سفید فام کارل اور اس کے ساتھی اس کی آواز سن کر حیرت سے اچھلتے نظر آئے۔ کارل کے چہرے پر خوف پھیل گیا تھا۔ اس

نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ شاید وہ کمرے میں پوشیدہ اسپیکر دیکھنا چاہتا تھا۔ پھر خوفزدہ لہجے میں بولا۔

"تم کون ہو۔۔۔؟"

"جیسے تم نے اپنی نشست میں چند لمحے قبل ہلاک کیا تھا" عمران بولا "مگر تمہیں اور تمہارے احمق باس کو اس کا اندازہ کر لینا چاہیے تھا کہ ایکسٹو کو ہلاک کرنا۔ ناممکن ہے تم سے پہلے بیسیوں نامی گرامی اور خوفناک مجرم اس کوشش میں لقمہ اجل بن چکے ہیں اور اب تم لوگ بھی زندہ نہیں رہو گے اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ نقاب اتار دیں اور گیس لبتر پر رکھ دیں۔ یہ تمہارے کسی کام نہیں۔"

کارل کے چہرے کے زردی میں اضافہ ہو گیا اُس نے اپنے ساتھیوں کو اشارا کیا اور انھوں نے چہروں سے نقاب اتار دیئے وہ سب سفید فام ہی تھے۔ عمران نے ان کا جائزہ لینے کے بعد مائیک آن کیا اور واچ ٹرانسمیٹر پر صفدر کو ہدایات دینے کے بعد ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر اس نے دوبارہ مائیک آن کر دیا۔

"مسٹر ایکسٹو۔۔۔ کیا تم واقعی ہمیں قتل کر دو گے۔۔۔؟" کارل نے پوچھا

"ضروری نہیں۔۔۔ اگر تم نے میرے سوالوں کے جوابات دیئے تو تم زندہ رہو گے۔" عمران بولا "اگر تمہیں اپنے ساتویں ساتھی کی طرف سے کسی امداد کی امید ہے تو اسے بھول جاؤ۔ وہ فرار ہو چکا ہے اور میں نے اسے خود فرار ہونے کا موقع دیا ہے تاکہ وہ تمہارے

احمق باس کو رپورٹ دے سکے ۔"

"اوہ ۔" کارل کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

اس کے ساتھی اس سے زیادہ ہراساں نظر آرہے تھے ۔

"تمہارا باس کون ہے اور یہاں تم کس مشن پر آئے ہو"؛ عمران نے سوال کیا۔

"ہمیں معلوم نہیں ۔" کارل کا لہجہ خشک تھا " باس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا ۔ البتہ مشن کے بارے میں اتنا معلوم ہے کہ ہم ایکسٹو کو ہلاک کرنے آئے تھے ۔"

"اصل مشن بتاؤ ۔ ظاہر ہے صرف میری موت ہی تمہارا مقصد نہیں ہو سکتی ۔" عمران غرایا

"ہم اس کے سوا کچھ نہیں جانتے ۔" کارل غرایا۔

"ٹھیک ۔ مجھے پہلے ہی یقین تھا تم لوگ تشدد کے بغیر زبان نہیں کھولو گے ۔" عمران نے کہا ۔ اور ایک بٹن دبا دیا ۔ فوراً ہی بیڈ روم کی ایک دیوار میں چھوٹا سا سوراخ ہو گیا اور اس میں سے سرخ رنگ کا سفوف کمرے میں گرنے لگا ۔ عمران نے دوسرا بٹن دبایا تو چھت میں لگا سیلنگ فین پوری رفتار سے چلنے لگا اور سوراخ سے اندر گرنے والا سفوف ہوا کے زور سے اڑ کر کمرے میں پھیلنے لگا ۔ اس کے ساتھ ہی کارل اور اس کے ساتھی چھینکنے لگے ۔ وہ سفوف دراصل پیسی ہوئی مرچیں تھیں ۔ آہستہ آہستہ ان کی چھینکوں میں تیزی آتی گئی اور کمرے

میں اچھلنے ناچنے لگے۔ کمرے کی فضا فرش سے چھت تک مرچوں سے بھر گئی۔ مگر نہ تو وہ لوگ پنکھا بند کرنے پر قادر تھے نہ مرچوں والا سوراخ بند کر سکتے تھے۔ جو کہ چھت کے قریب تھا۔

اُن کے چہرے سرخ ہوتے گئے اور چھینکوں کے ساتھ ساتھ اُن کی چیخیں بھی نکلنے لگیں۔ وہ وحشیانہ انداز میں کودنے سر چھپانے اور دیواروں میں ٹکریں مارتے نظر آ رہے تھے مگر دیواروں پر نصف ربڑ کی تہیں اُن کی خودکشی کی کوششیں ناکام بنا رہی تھیں۔

عمران کسی ننھے بچے کی مانند خوش ہو رہا تھا جیسے کسی مداری کا تماشا دیکھ رہا ہو۔

"خ — خدا — کے لئے۔ بند کرو پنکھا" کارل چھینکنے کے دوران بمشکل چیخا۔

"جب تک تم میرے سوالوں کے درست جوابات دینے پر آمادہ نہیں ہو گے اسی طرح تڑپتے رہو گے" عمران نے ہنس کر کہا "ان مرچوں کے بعد اور بھی کئی حربے استعمال کروں گا۔"

"ہم — ہم — سب کچھ — بتا دیں — گے — سب کچھ" کارل بولا۔

تب عمران نے پنکھے کا بٹن آف کیا، سوراخ کو بند کرنے والا بٹن دبایا اور ساتھ ہی ایک اور بٹن دبا دیا۔ بائیں جانب کی دیوار میں لگا ایگزاسٹ فین چل پڑا اور اندر کی مرچوں بھری ہوا باہر خارج کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد کمرا مرچوں سے صاف ہو گیا اور اُن لوگوں کی چھینکوں میں کمی آنے لگی

مگر اس سے پہلے کہ عمران ان کا مزید کوئی علاج کرتا کارل نے جھپٹ کر ایک اسٹین گن اٹھائی اور اپنے ساتھیوں پر فائرنگ کرنے لگا۔

پتلون کو جلاتے ہوئے کاویہ نے کیپٹن کی ران جلا ڈالی تھی مگر وہ بندھا ہونے کے سبب تڑپ بھی نہیں سکتا تھا۔ نقاب پوش رومر نے کیپٹن بابر کی چیخوں کی پرواہ کیئے بغیر کاویہ کا دہکتا ہوا پوائنٹ ران پر ہی دبائے رکھا اور پھر ران میں سوراخ کر کے ہی کاویہ پیچھے ہٹایا۔ کیپٹن بابر نے اپنی چیخوں کو ضبط کرتے ہوئے اُسے خونخوار نگاہوں سے گھورا

"کیا تم اپنا حسب نسب بتانے پر آمادہ ہو یا ابھی دم خم باقی ہے۔؟" رومر نے سوال کیا۔

"تم ۔ تم بچ نہیں سکو گے اسٹور کے بچے" کیپٹن بابر غرایا۔ "بہرحال مجھے ذرا سوچنے دو ـــــ"

"جلدی سوچو ـــــ" رومر بولا "میں تمہارے سوچنے کی رفتار تیز کیئے دیتا ہوں تاکہ تم جلدی کسی نتیجے پر پہنچ کر جواب دے سکو"۔

اتنا کہہ کر اُس نے کاویہ اُس کی دوسری ران سے لگا دیا۔ کپڑا جلنے کے

فوراً بعد گوشت جلنے کی چراند کمرے میں پھیلنے لگی۔ کیپٹن بابر نے جبڑے بھینچ لئے مگر پھر بھی تکلیف کی شدت سے وہ اپنی چیخوں پر قابو نہ رکھ سکا پھر اس نے بے ہوش ہو جانا ہی مناسب سمجھا۔ اس نے ذہن کو آزاد چھوڑ دیا اور اس پر غشی طاری ہوتی چلی گئی۔ دوبارہ ہوش آیا تو وہ اسی میز پر بندھا ہوا تھا۔ رانوں میں شدید درد کی ٹیسیں اُٹھ رہی تھیں۔ اور سر چکرا رہا تھا۔ اس نے سر کو جھٹک کر کمرے کا جائزہ لیا۔ کمرے میں وہ تنہا ہی تھا۔ نجانے وہ نقاب پوش کب وہاں سے گئے تھے اور اُسے خود کتنی دیر بعد ہوش آیا تھا۔ بہر حال اس کے لئے یہ امر اطمینان کا باعث تھا کہ وہ کمرے میں اکیلا تھا۔ اُس نے دوسرے سوچنے کی مہلت اسی لئے مانگی تھی کہ وہ لوگ اُسے تنہا چھوڑ دیں۔

دروازہ بند تھا۔ اُس نے ایک ہاتھ کو حرکت دی اور وہ کلائی اوپر موجود تسمے کے ساتھ رگڑنے لگا کفوں میں پوشیدہ تیز دھار بلیڈ تسمے کو کاٹنے لگے۔ چند لمحوں میں وہ تسمہ کٹ گیا۔ تب اس نے بازو کو ذرا اوپر کھینچا اور دوسرے تسمے کو کاٹنے لگا۔ ایک منٹ کے اندر اندر اُس نے تین تسمے کاٹ ڈالے۔ اب اس کے بازو ہاتھ سے لے کر کہنی تک آزاد تھے۔ اور وہ ہک اُسی سائڈ میں تھے جن سے تسمے بندھے ہوئے تھے اس نے دونوں ہاتھوں سے ہکوں سے بندھے تسمے کھولے۔ چند منٹ بعد وہ آزاد تھا۔ مگر ران کے زخم اور درد نے اُسے بے حال کر رکھا تھا وہ کوشش کر کے میز سے اترا۔ مگر گر پڑا۔ زخمی رانوں کی وجہ سے وہ کھڑا نہیں ہو سکتا

تھا۔ وہ دوبارہ میز کا سہارا لیکر اٹھا اور اُس الماری کی طرف بڑھا جس سے کاوینز لگیا تھا۔ الماری میں اُسے فرسٹ ایڈ بکس مل گیا۔ بکس میں دوسری دواؤں کے ساتھ ایک ٹیوب مرہم بھی تھی۔ وہ مرہم جلے ہوئے زخموں کے لئے ہی تھا۔ اُس نے ٹیوب سے مرہم لے کر رانوں کے زخموں پر اچھی طرح لگا دی، پھر اس نے فرش پر بیٹھ کر اپنے ایک جوتے کی ایڑھی گھمائی تو ایڑھی جوتے سے الگ ہو گئی۔ اُس ایڑھی اور جوتے کے درمیان خلاء میں چند چیزیں رکھی تھیں۔ جن میں زہریلی سوئیاں ظاہر کرنے والی دو انچ لمبی نلکی، ہر قسم کا شدید سے شدید درد۔ چند سکنڈ میں دور کر دینے والی ٹیبلیٹ کا چھوٹا سا موی لفافہ جس میں صرف چار گولیاں تھیں اور ایک چھوٹا سا اسکریو ڈرائیور جو ہر قسم کے پیچ کھولنے کے کام آسکتا تھا۔ کیپٹن بابر نے موی لفافہ سے ایک گولی نکال کر زبان پر رکھ لی اور اُسے چوسنے لگا۔ نلکی نکال کر جیب میں ڈالی اور ایڑھی دوبارہ جوتے میں لگا دی۔

جوتا پہن کر وہ اٹھا ہی تھا کہ باہر قدموں کی آہٹیں ابھرنے لگیں۔ کیپٹن بابر نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ چھپنے کے لئے کوئی مناسب جگہ نہیں تھی وہ جلدی سے دروازے کی سائڈ میں آکھڑا ہوا۔ نلکی نکال کر اس نے ہاتھ میں لے لی تھی ٹیبلیٹ تیزی سے اثر دکھا رہی تھی اور درد میں کمی ہوتی جا رہی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ آہٹیں کمرے کے دروازے کے سامنے آرکیں۔ پھر قفل میں چابی گھمائی گئی اور ایک آدمی اندر داخل ہوا

کیپٹن اُس کی پشت ہی دیکھ سکا۔ اس نے فوراً ہاتھ بڑھا کر نلکی اُس کی کمر کے قریب کرتے ہوئے نلکی کی سائڈ میں لگا ننھا سا بٹن دبا دیا نلکی سے ایک انچ لمبی باریک سی زہریلی سوئی نکل کر اُس آدمی کی کمر میں غائب ہو گئی۔

اُس آدمی کے منہ سے ایک طویل سسکاری نکلی اور وہ منہ کے بل گرنے ہی والا تھا کہ کیپٹن نے اُسے دونوں ہاتھوں میں سنبھال کر آرام سے دروازے کی آڑ میں لٹا دیا۔ اُس کی تلاشی لینے پر ایک ریوالور دستیاب ہوا۔ کیپٹن نے ریوالور جیب میں ڈالا اور اس سفید فام کو وہیں چھوڑ کر کمرے سے نکل آیا۔ اب اُس کے چہرے پر سفید فام کا نقاب نظر آ رہا تھا۔ ایک کمرے سے باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اُس نے اس کمرے کے دروازے پر آ کر کی ہول سے اندر جھانکا۔ اور بے اختیار چونک پڑا۔

سامنے ایک صوفے پر جولیا پڑی تھی جبکہ میز کے پاس دو سفید فام کھڑے باتیں کر رہے تھے۔ جولیا کے بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ ایک آدمی دوسرے سے کہہ رہا تھا۔

"اب اسے لیجا کر کیبن میں بند کر دو"

دوسرے نے جولیا کے پاس آ کر اُسے اُٹھایا اور کندھے پر لاد لیا۔ وہ بے ہوش معلوم ہوتی تھی۔ کیپٹن باہر تیزی سے پلٹا اور اُسی کمرے میں داخل ہو گیا جس میں ایک آدمی کی لاش پڑی تھی،

"دروازے میں جھری کر کے وہ باہر دیکھنے لگا۔ وہ آدمی جولیا کو کندھے پر لادے دروازے کے سامنے سے گزر کر اس طرف چلا گیا۔ جدھر لکڑی کی دیواروں والے کیبن تھے کیپٹن باہر نے باہر جھانکا۔ وہ ایک کیبن کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو رہا تھا۔ راہداری میں اور کوئی نہیں تھا۔ کیپٹن بابر باہر نکلا اور اُس کیبن کی طرف چل دیا جونہی وہ قریب پہنچا، سفید فام کیبن سے باہر نکل آیا۔

کیپٹن باہر کو دیکھ کر وہ چونکا مگر پھر اُس کے ہاتھ میں ریوالور اور ریوالور کی نال اپنے سینے کی جانب اٹھی دیکھ کر اس کے چہرے پر خوف پھیل گیا جس میں حیرت کی آمیزش کچھ زیادہ ہی تھی۔

"تم — تم کون ہو — ؟" بمشکل بولا۔

"خاموشی سے ہاتھ اُٹھا کر اندر چلو —" کیپٹن آہستہ سے غرایا اُس نے خاموشی سے اس کے حکم کی تعمیل کی اور ہاتھ اٹھائے مڑ کر اندر داخل ہو گیا۔ کیپٹن بابر بھی اندر آیا مگر پھر اُسے حیرت ہوئی۔ جولیا جو چند لمحے پہلے بے ہوش تھی اب فرش پر بیٹھی حیرت سے اُسے دیکھ رہی تھی۔

"کیا یہ تم ہو کیپٹن — ؟" اُس نے پوچھا۔

کیپٹن بابر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے دروازہ بند کیا۔ اور ریوالور کی نالی سفید فام کی کمر سے لگتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے اُس کے کوٹ کی پھولی ہوئی جیب سے ریوالور نکال لیا۔

"اب تم سامنے والی دیوار کے پاس جا ٹھہرو۔ کوئی غلط حرکت کی مارے جاؤ گے" وہ آدمی دیوار کے پاس جا کھڑا ہوا کیپٹن بابر نے جولیا سے پوچھا "آپ یہاں کیسے؟"

"یہی سوال میں تم سے کرنا چاہتی تھی۔ میں نے تمہاری آواز سے تمہیں پہچانا تھا۔" جولیا نے مسکرا کر کہا۔ کیپٹن بابر نے مختصراً اپنا قصہ بیان کیا۔ جولیا نے بھی اپنی داستان اختصار کے ساتھ سنادی اسی لمحے باہر دوڑتے قدموں کی آوازیں ابھرنے لگیں۔ کیپٹن نے ایک ریوالور جولیا کو تھما کر سفید نام کا خیال رکھنے کو کہا اور خود دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔ دو اسٹین گن بردار ادھر ہی دوڑے چلے آرہے تھے اُن میں سے ایک وہی تھا جس کے حکم پر جولیا کو کیبن میں لایا گیا تھا۔ کیپٹن بابر نے سوچا نقاب کے باوجود وہ پہچان لیا جائے گا اس نے فوراً ہاتھ باہر نکال کر ایک آدمی کا نشانہ لیا۔ اور وہ چیخ کر منہ کے بل گرا۔ اور دوسرے نے فوراً گن کا دہانہ کھول دیا۔ کیپٹن دروازے کی آڑ میں تھا اس لئے بچ گیا اور گولیاں دروازے کی چوکھٹ سے آ ٹکرائیں۔ کیپٹن نے ذرا سا سر باہر نکال کر جھانکا۔ وہ آدمی فرش پہ لیٹا ہوا تھا اور کیبن سے اس کا فاصلہ دس گز کے قریب تھا۔ اس نے فوراً ہی بولٹ کھینچ ڈالا۔ تڑتڑاتی گولیاں کیپٹن کی طرف لپکیں۔ اگر وہ فوراً ہی سر اندر نہ کر لیتا تو اس کے سر کے پرخچے اڑ جاتے۔

اسی لمحے مزید کچھ لوگوں کے دوڑنے کی آوازیں بلند ہوئی۔ کیپٹن بابر

نے ریوالور والا ہاتھ باہر نکال کر اندازے سے فائر کر دیا۔ باہر چیخ بلند ہوئی۔ اُس نے باہر جھانکا گولی گن بردار کی پیشانی میں گھس گئی تھی اور اُس کے عقب میں تین افراد دوڑے چلے آ رہے تھے۔ اسی لمحے عقب میں جولیا کی چیخ ابھری اور کیپٹن بابر تیزی سے پلٹ پڑا۔ ٹھیک اسی لمحے ایک دہکتا ہوا انگارا اس کے بازو میں گھستا چلا گیا

شاید کسی وقت وہ سُوٹ انتہائی شاندار رہا ہو جو اس شخص کے جسم کو کور کئے ہوئے تھا لیکن اس وقت وہ انتہائی میلا اور گرد آلودہ ہو رہا تھا۔ اس کے کندھوں پر ایک ربڑ بیگ لٹک رہا تھا جبکہ گلے میں ایک دوربین تھی۔ ایک کندھے سے رائفل جھول رہی تھی پاؤں میں مضبوط چمڑے کے لانگ شوز تھے۔ سر پر فلیٹ ہیٹ جمائے وہ غور سے اِدھر اُدھر دیکھتا ہوا پتھریلی پگڈنڈی پر چل رہا تھا۔

اس کے چلنے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کئی دن سے سفر میں ہے۔ شیو کافی بڑھا ہوا تھا جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ چار پانچ دن پہلے اس نے شیو کیا ہو گا۔ شاید اتنے ہی دنوں سے نہ وہ نہایا تھا اور نہ لباس تبدیل کیا تھا چہرے سے تھکن کے آثار نمایاں تھے۔ چلنے کے دوران کبھی کبھی وہ رک کر دوربین آنکھوں سے لگاتا اور دُور تک کی چٹانوں اور اُونچی پہاڑیوں کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد دوبارہ چل پڑتا تھا۔ دوپہر ہو رہی تھی۔ وہ ایک چٹان کے پاس رُک گیا۔ چٹان اس جانب کئی فٹ تک آگے نکلی ہوئی تھی جس کی وجہ سے زمین پر کافی سایہ

پڑ رہا تھا۔ وہ سایہ میں بیٹھ گیا۔ کندھے سے رک بیگ اور رائفل اُتار کر اپنے قریب رکھی۔ پھر بیگ کی زپ کھول کر اُس میں سے ڈبل روٹی کے چند پیس نکالے۔ بیگ سے ہی اُس نے جیلی کی کھُلے منہ والی بوتل نکالی اور ڈبل روٹی کے ٹکڑوں پر جیلی لگا کر کھانے لگا۔ کھانے کے بعد اُس نے کمر سے بندھی پانی کی بوتل سے پانی پیا اور جیب سے سگریٹ ماچس نکال کر سگریٹ سلگانے لگا۔ ٹھیک اُسی لمحہ اُس کے بیگ سے ٹوں ٹوں کی ہلکی ہلکی آوازیں خارج ہونے لگیں۔ اس کے چہرے پر بیزاری پھیل گئی۔ اُس نے ایک کش لیا اور بیگ سے چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال لیا ٹوں ٹوں کی آواز اس سے خارج ہو رہی تھی۔ وہ دراصل ایک طاقتور اور جدید ٹرانسمیٹر تھا۔ جس کی اوپری سطح پر ایک ناب اور دو بٹن لگے ہوئے تھے۔ اس نے ایک بٹن آن کیا تو ٹوں ٹوں کی آواز بند ہو گئی اور اس کی جگہ ایک کمزور انسانی آواز سنائی دینے لگی۔

"ہیلو ساہیر وجن ۔ کم آن دی لائن ۔ اوور"

"یس باس ۔" وہ آواز پہچان کر بولا "ساہیر وجن رلیسونگ اوور"۔

"سناؤ ۔ کیا رپورٹ ہے ۔" باس کی آواز آئی

" نو سر ۔" اُس نے مودبانہ لہجے میں کہا۔ "کوئی سراغ نہیں مل رہا۔ نہ ہی کسی ایسے آدمی سے ٹکراؤ ہوا ہے کہ جسے سرکاری آدمی سمجھ کر اُس کا تعاقب کروں اور کسی منزل پر پہنچوں ۔ اوور۔"

"ہوں —!" چند لمحوں بعد باس کی فکر آمیز آواز سنائی دی "آج رات ہم نقشہ حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اگر نقشہ مل گیا تو تمہیں اس تکلیف دہ سفر سے نجات مل جائے گی۔ اگر نہ ملا تو تمہاری مدد کے لئے چند آدمی روانہ کر دوں گا۔ تم شام تک کوشش جاری رکھو مگر شام کو مجھے رپورٹ دینا نہ بھولنا۔"

"رائٹ سر —" صابر حسین بولا "ویسے مجھے اب یقین ہوتا جا رہا ہے کہ میں غلط سمت میں آنکلا ہوں۔ اندازے کے مطابق گلگشت سے پچاس میل دور آچکا ہوں لیکن ابھی تک اسٹیشن نظر نہیں آیا۔ حالانکہ آپ کے حکم کے مطابق مجھے اتنا ہی فاصلہ طے کرنا تھا۔"

"ٹھیک ہے — اُمید ہے تم شام تک دو تین میل کا رقبہ اور دیکھ لو گے۔" باس کی آواز آئی "تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں —"؟

"نو سر — البتہ گلگشت سے خوراک کا جو ذخیرہ لے کر چلا تھا وہ ختم ہونے والا ہے۔ زیادہ سے زیادہ کل دوپہر تک چل جائے گا —"

"اچھا — میں کل کسی کو تمہارے پیچھے ضرور روانہ کروں گا — فکر نہ ہو" باس نے کہا۔ "خدا حافظ۔"

باس کی آواز آنا بند ہوگئی۔ صابر حسین نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر کے اُسے بیگ میں رکھ لیا۔ آدھا گھنٹہ تک وہاں سستانے کے بعد وہ

اپنا سامان سمیٹ کر وہاں سے آگے چل پڑا۔ اس نے اپنی رفتار اتنی ہی رکھی کہ جلدی تھکاوٹ محسوس نہ ہونے پائے۔ کچھ راستہ بھی دشوار گزار تھا جس کی وجہ سے اُسے بار بار رکنا پڑ جاتا تھا۔ شام تک وہ چلتا رہا۔ سورج ڈوبنے کے بعد جب اندھیرا پھیلنے لگا تو اس نے ایک اونچی چٹان پر قیام کا فیصلہ کیا جو اُس سے دس بارہ گز کے فاصلے پر تھی وہ چٹان تک پہنچا اور پھر پتھروں پہ پاؤں جماتا ہوا چٹان پر چڑھ گیا مگر چٹان کی دوسری جانب ایک گہری وادی تھی۔ جو تین اطراف کے بلند پہاڑوں سے گھری ہوئی تھی۔ اس وادی میں روشنی ہو رہی تھی اور وہ روشنی کسی بھاری ٹرک کی ہیڈ لائٹس کی تھی۔ یہ سوچ کر اس کا دل اُچھل پڑا، کیا وہ اپنی منزل پر پہنچ چکا ہے۔ کیا وہ پُراسرار اسٹیشن جس کی تلاش میں وہ پچھلے پانچ دن سے خوار ہو رہا تھا اس وادی میں ہے؟ کیا منزل اس کے سامنے ہے؟ کیا اس کی محنت رنگ لائی ہے؟

وادی میں ہر طرف تاریکی تھی روشنی صرف اس سمت پڑ رہی تھی جدھر ٹرک کا رُخ تھا۔ اس نے فوراً دوربین آنکھوں سے لگا لی اس دوربین کی یہ خاصیت تھی کہ اس سے اندھیرے میں بھی بالکل دن کی طرح دیکھا جا سکتا تھا اس ٹرک کی عقبی جانب وادی میں ایک وسیع و عریض عمارت نظر آئی۔ وہ عمارت پتھروں سے ہی تیار کی گئی تھی اور پہلی نظر میں کسی پہاڑی کا دامن ہی نظر آتی تھی۔ اس چٹان سے وادی کم از کم تین ہزار فٹ گہرائی میں تھی اور عمارت کا رقبہ بھی کم از کم سو مربع

فٹ سے کم نہ تھا۔ عمارت کے قریب دو تین چھوٹی گاڑیاں اور دو ٹرک نظر آرہے تھے مگر ان سب کا رنگ پتھروں جیسا ہی مٹیالہ اور بھورا تھا۔

سائیروجن کو یقین کرنا پڑا کہ وہ جگہ وہی اسٹیشن ہے جسے اس کی تلاش تھی اور اب اُس کے باس کو نقشہ حاصل کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ اس نے پھرتی سے بیگ اور رائفل اتار کر چٹان پر رکھی۔ بیگ سے ٹرانسمیٹر نکلا اور باس کو کال کرنے لگا۔

"یس سائیروجن — اوور" چند لمحوں بعد باس کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"باس — باس — میں کامیاب ہو گیا ہوں" سائیروجن نے خوشی سے کپکپاتی آواز میں کہا اور اس کے آنسو نکل آئے۔

"اوہ" یقیناً دوسری جانب باس اچھل پڑا ہو گا۔" ویری فائن سائیروجن — ایک دم ونڈرفل۔ تم نے واقعی کمال کر دیا ہے۔ موجودہ مہم تمہارے نام سے ہی منسوب ہو گی" باس کے لہجے میں مسرتیں اچھل رہی تھیں۔ تھینک یو باس —" سائیروجن خوشی سے سرشار نظر آرہا تھا۔

"کیا تم صحیح مقام پر پہنچے ہو سائیروجن! ذرا تفصیل سے بتاؤ"

اور سائیروجن جو کچھ وادی میں دیکھ چکا تھا باس کو بتانے لگا۔ اس کی بات سننے کے بعد باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم آج ہی تیاری کرتے ہیں اُدھر آنے کی۔ صبح پہلی پرواز سے ہم اشکردو پہنچیں گے۔ وہاں سے تمہاری جانب آئیں گے خدا نے چاہا کل شام تک تمہارے پاس پہنچ جائیں گے۔"

"او کے باس — میں انتظار کروں گا۔" سائبر وجین نے طویل سانس لے کر کہا۔

"میں اشکردو پہنچ کر تمہیں کال کروں گا۔ ہوشیار رہنا۔" باس نے کہا۔

"بہت بہتر جناب — اور کوئی حکم —" سائبر وجین نے پوچھا۔

"وہاں کوئی نئی یا غیر معمولی بات نظر آئے تو مجھے کال کرنا نہ بھولنا۔ ویسے تمہاری کامیابی نے ہمیں نقشہ حاصل کرنے کی زحمت سے بچا لیا ہے۔ بلاشبہ تم نے اس مہم میں عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔ کیا تم اب محفوظ جگہ پر ہو۔ کوئی خطرہ تو درپیش نہیں ہے؟"

"نو سر — وادی تین ہزار فٹ سے کم گہری نہیں میں ایک چٹان پر ہوں۔ مجھے صرف فضا سے ہی دیکھا جا سکتا ہے۔"

"ٹھیک ہے — بہرحال اپنی حفاظت کا خاص خیال رکھنا۔ کیونکہ تم نے ہی ہمیں گائیڈ کرنا ہے خدا حافظ"۔ باس نے آخری الفاظ کہے اور ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔

سائبر وجین نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ کھانا کھانے کے بعد وہ لیٹ گیا مگر ابھی اونگھ ہی رہا تھا کہ آہٹ سن کر اچھل پڑا آنکھیں کھول

کر دیکھا تو اُس کے قریب چٹان پر چھ گن بردار فوجی کھڑے اُسے گھور رہے تھے۔

ایکسٹو کی کال سن کر صفدر دبے پاؤں عمارت کے بائیں پہلو کی جانب دیوار کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگا۔ نکڑ پہ پہنچ کر اُس نے راہداری کے باہر کھلنے والے دروازے کی سمت جھانکا۔ وہاں ایک سیاہ پوش دروازے کی جانب پشت کئے مستعد کھڑا تھا۔ صفدر دیوار کے ساتھ کوئی آواز پیدا کئے بغیر اُس کے عقب میں پہنچا اور گن کی نالی اس کی کمر سے لگا دی۔ سیاہ پوش اچھل پڑا۔

"ہینڈز اپ۔ گن پھینک دو ورنہ بھون دوں گا" صفدر غرایا

اُس آدمی نے گن پھینک کر ہاتھ بلند کر لیے۔ صفدر نے پھر کہا۔

"تمہارے تمام ساتھی اندر قید ہو چکے ہیں۔ تم بھی اندر چلو۔"

یہ سن کر سیاہ پوش نے یکدم مڑ کر صفدر کے منہ پہ گھونسہ رسید کر دیا۔ صفدر لڑکھڑایا اور اس کی گن ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ سیاہ پوش نے جھک کر اپنی گن اٹھانے کی کوشش کی مگر صفدر کی لات اس کی کمر پر پڑی اور وہ دونوں ہاتھ پھیلائے منہ کے بل زمین پر جا گرا۔ مگر جلدی سے اٹھ کر دیوار کی جانب بھاگ اٹھا صفدر نے یوں ظاہر کیا جیسے اندھیرے میں اپنی گن تلاش کر رہا ہو۔ سیاہ پوش نے اس مہلت سے فائدہ اٹھایا اور زمین سے اچھل کر دیوار پر

چڑھتا ہوا دوسری جانب اتر گیا۔

تب صفدر گیٹ کی جانب دوڑا۔ کمپاؤنڈ میں کھڑی کار میں بیٹھ کر اس نے انجن اسٹارٹ کیا اور کار کا رخ گیٹ کی طرف کر دیا گیٹ کے پاس پہنچ کر اس نے تیزی سے اتر کر گیٹ کھولا اور دوبارہ کار میں بیٹھ کر انجن اسٹارٹ کرتے ہوئے اس نے کار باہر نکالی تو بائیں جانب کی گلی کی نکڑ پر سے ایک سیاہ وین سڑک کی جانب جا رہی تھی۔ سڑک پر جا کر وہ سیدھی دوڑتی چلی گئی۔ صفدر نے ہیڈ لائٹیں جلائے بغیر کار اس کے پیچھے لگا دی۔

سیاہ وین کا ڈرائیور ابھی تک بدحواس لگتا تھا۔ اس کی رفتار خاصی تیز تھی اور کئی بار وین حادثے کا شکار ہوتے ہوتے بچی تھی۔ صفدر نے اس سے اپنی کار کا درمیانی فاصلہ برقرار رکھا مگر یہ فاصلہ بیس گز سے زیادہ نہیں تھا۔ تقریباً بیس منٹ بعد سیاہ وین نوازش کالونی کی ایک گلی میں داخل ہوئی اور صفدر نے کار باہر ہی روک دی۔ وہ کار سے اتر کر دوڑتا ہوا گلی کی نکڑ پر پہنچا تو سیاہ وین بائیں ہاتھ کی عمارت کے گیٹ میں داخل ہو رہی تھی۔

صفدر نے چند لمحے انتظار کیا۔ پھر گلی میں داخل ہو گیا۔ وہ عمارت کا نمبر دیکھنا چاہتا تھا۔ گیٹ کے سامنے پہنچا تو گیٹ بند ہو چکا تھا۔ اس نے گیٹ پر لگی نیم پلیٹ پر نظر ڈالی پھر واپس

مڑنا ہی چاہتا تھا یکدم گیٹ کھلا اور تین افراد باہر نکل آئے ان کے ہاتھوں میں اسٹین گنیں تھیں۔ اور وہ تینوں سفید فام تھے۔ صفدر نے جلدی سے ریوالور نکالنے کی کوشش کی مگر ایک نے جلدی سے گن کی نال اُس کی کمر سے لگا دی۔

"خبردار — ہاتھ بلند کر لو —" وہ غرایا۔

صفدر نے طویل سانس لے کر ہاتھ بلند کر دیئے۔ وہ تینوں اُسے گنوں کی زد میں اندر لائے۔ کمپاؤنڈ میں سیاہ وین کے علاوہ ایک شیورلیٹ اور ایک کیڈلاک کھڑی تھی۔ وہ اُسے لئے برآمدے میں سے گزرتے ہوئے ایک راہداری میں داخل ہوئے اور ایک کمرے کے دروازے پر رک گئے۔ ایک آدمی نے دستک دی۔ جواب میں اندر سے غراہٹ آمیز آواز آئی "کم اِن"

وہ صفدر کو لئے اندر داخل ہوئے کمرے میں سیاہ پوش کے علاوہ ایک بھاری چہرے والا آدمی موجود تھا۔

"کیا یہی ہے وہ —؟" اُس نے سیاہ پوش سے سوال کیا۔

"ہاں —" سیاہ پوش نے صفدر کو گھورتے ہوئے کہا "اور شاید میرا تعاقب کرنے کے لئے ہی اس نے مجھ پر گولی چلانے کی بجائے مجھے فرار ہونے کا موقع دیا —"

"ہوں — کیا واقعی وہ لوگ وہاں قید ہو چکے ہیں —؟" اُس بھاری چہرے والے نے صفدر سے سوال کیا۔

"ہاں — اور تم لوگ بھی گرفتار ہونے والے ہو" صفدر نے مسکرا کر کہا۔

بھاری چہرے والا کچھ نہ بولا۔ اُس نے میز پر رکھے فون کا ریسیور اُٹھایا اور ایک نمبر ڈائل کر کے ریسیور کان سے لگا لیا۔

"جیمیز بول رہا ہوں باس — ایک بُری خبر" بھاری چہرے والے نے کہا "سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنے اور ایکسٹو کو ہلاک کرنے کے لیئے آپ نے جو ٹیم بھیجی تھی وہ وہاں گرفتار ہو گئی ہے مگر تھامسن بچ کر آ گیا ہے۔ ایک آدمی نے اسے جان بوجھ کر فرار کا موقع دیا مگر تھامسن نے عقلمندی کی اور اُسے اپنے پیچھے لگائے آپ کی طرف آنے کی بجائے یہاں آ گیا۔ ایکسٹو کے اس ماتحت کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور اب وہ میرے سامنے ہے۔ آپ کا کیا حکم ہے اُس کے لیئے"

صفدر خاموش کھڑا تھا۔ وہ تین اسٹین گنوں کے نرغے میں بے بس تھا۔ جیمیز نے دوسری جانب کی آواز سننے کے بعد کہا۔

"بہت بہتر — آپ کی ہدایات پر عمل کیا جائے گا۔ مجھے خود بھی یہی خطرہ ہے"

پھر اُس نے ریسیور رکھ کر صفدر کی طرف دیکھا اور اسٹین گن والوں سے کہا۔

"فی الحال اُسے بے ہوش کر دو"

صفدر کے پیچھے کھڑے گن بردار نے صفدر کے سر پر ضرب لگائی اور صفدر لڑکھڑا کر گر پڑا وہ بے ہوش ہو چکا تھا دوبارہ ہوش آیا تو وہ لکڑی کی دیواروں والے ایک کیبن نما کمرے میں بند تھا۔ اُس نے گھڑی پر وقت دیکھا اور چونک پڑا۔ اس وقت شام کے ساڑھے چھ بجے تھے۔ گویا وہ ساری رات اور دن بے ہوش رہا تھا۔ ٹھیک اُسی لمحے اُس کی کلائی کو جھٹکا لگا۔ اور اس نے واچ ٹرانسمیٹر کا ناب بٹن باہر کھینچ دیا۔

"ہیلو صفدر — ایکسٹو کالنگ۔ اوور —" واچ سے مخصوص آواز خارج ہونے لگی۔

"یس سر — صفدر اسٹینڈنگ اوور —" اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا

"کہاں ہو تم — رات سے اب تک کئی بار کال کر چکا ہوں۔" ایکسٹو نے پوچھا

"جناب — مجھے چند لمحے پہلے ہوش آیا ہے" صفدر نے بتایا

"اوہ — کیا ہوا — تفصیل سے بتاؤ —" ایکسٹو کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی جواب میں صفدر نے رات کا واقعہ بیان کر دیا اور اس جگہ کا پتا بھی بتا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم ٹھیک آدھ گھنٹے وہاں ریڈ کریں گے" ایکسٹو نے کہا۔ اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔ صفدر نے ٹرانسمیٹر آف کر کے آہنی دروازے کا جائزہ لیا۔ دروازہ باہر سے بند تھا۔

وہ انتظار کرتا ہوا کمرے میں ٹہلنے لگا۔ تقریباً پندرہ منٹ ہی گزرے تھے کہ باہر آہٹیں ابھریں پھر دروازہ کھل گیا۔ آنے والے دو اسٹین گن بردار تھے۔ انہوں نے صفدر پر گنیں تان لیں۔

"چلو باہر نکلو۔" ان میں سے ایک نے سخت لہجے میں کہا۔ "ہاتھ بلند کرو۔" صفدر نے حکم کی تعمیل کی وہ باہر راہداری میں آئے اور آگے بڑھنے لگے۔ چند لمحوں بعد وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے اس کمرے میں ایک سفید فام میز کے پیچھے بیٹھا اُسے خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔ اس کے اشارے پر صفدر کو ایک کرسی پر بیٹھا کر اس کے ہاتھ پشت پر باندھ دیئے گئے۔ اسی لمحے بائیں جانب کی الماری سے ٹوں ٹوں کی آواز خارج ہونے لگی۔ سفید فام کے اشارے پر ایک آدمی الماری سے ٹرانسمیٹر نکال لایا آواز اس سے خارج ہو رہی تھی۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن آن کر دیا۔ کچھ سوچ کر صفدر نے بھی پشت پر بندھے ہاتھوں کو حرکت دی اور کوشش کر کے واچ کا ونڈ بٹن باہر کھینچ دیا۔

"ہیلو باس — سائبر ڈیمن کالنگ اوور۔" ٹرانسمیٹر سے ایک آواز بلند ہونے لگی۔

"یس سائبر ڈیمن — اوور۔" باس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"باس — باس — میں کامیاب ہو گیا ہوں۔" سائبر ڈیمن کی آواز آئی۔

صفدر حیرت سے ان کی گفتگو سنتا رہا۔ اور اس کے سر میں دھماکے سے ہوتے رہے۔ مجرموں کا مشن وہ بخوبی سمجھ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد باس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اب تم بتاؤ ——" اس نے صفدر کو مخاطب کیا۔ "ہمارے ساتھی ڈھمپ ہاؤس میں کیسے گرفتار ہوئے۔؟"

"مجھے معلوم نہیں ——" صفدر نے لاپروائی سے کہا۔ "البتہ اتنا پتہ ہے کہ ایکسٹو نے انہیں گرفتار کر لیا تھا۔"

"ہوں ——" باس کا چہرہ غصے سے سُرخ ہو گیا۔ "خیر کوئی بات نہیں —— میں اپنے ساتھیوں کا ایکسٹو سے بھیانک انتقام لوں گا لیکن پہلے میں کوشش کروں گا کہ وہ اپنے آدمیوں سے میرے آدمیوں کا تبادلہ کر لے۔" پھر اس نے ایک آدمی سے کہا۔

"جاؤ —— اس کے ساتھیوں کو یہاں لے آؤ۔"

گن بردار کمرے سے نکل گئے اور صفدر بے چینی سے اُن کا انتظار کرنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس کے کون سے ساتھی ان لوگوں کی قید میں ہیں۔ جولیا کے بارے میں اسے کچھ علم تھا کہ وہ ایک رات غائب ہو گئی تھی۔ باقی ساتھی کون تھے۔ وہ سوچتا ہوا کفوں میں چھپے تیز دھار بلیڈوں کو ہاتھوں کی بندشوں پر استعمال کرتا رہا۔

جولیا، دیوار کے پاس کھڑے شخص کی طرف ریوالور کی نالی کئے اُسے گھور رہی تھی۔ دفعتاً دروازے پر گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی اس نے چونک کر بے اختیار دروازے کی طرف دیکھا اور اس لمحے سفید فام شخص اڑتا ہوا اس پر آگرا۔ جولیا کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا اور اس کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکل گئی کیونکہ اُس نے زخمی بازو کو بُری طرح جھٹکا لگا تھا۔ اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی سفید فام نے قریب گرا ریوالور اٹھا لیا۔ اسی لمحے کیپٹن بابر نے پلٹ کر دیکھا اور سفید فام نے اس پر فائر کر دیا۔

گولی کیپٹن بابر کے بازو میں لگی اور اُس کے ہاتھ سے گن چھوٹ گئی۔ سفید فام نے تیزی سے پیچھے ہٹ کر ان دونوں کو کور کر لیا

"کوئی حرکت مت کرنا۔" وہ غرایا۔

اسی لمحے تین گن بردار اندر گھس آئے۔ وہ شدید غصے میں تھے شاید اپنے ساتھیوں کی موت نے انہیں غضبناک کر دیا تھا۔ چند منٹ

بعد جولیا اور کیپٹن بابر بندھے ہوئے کیبن میں پڑے تھے اور سفید فام جا چکے تھے۔ دروازہ بند ہو چکا تھا۔ کیپٹن بابر کے بازو سے کافی خون بہہ رہا تھا اور اس پر غشی طاری ہوتی جا رہی تھی۔ لیکن اس نے سر کو مسلسل جھٹکے دے کر خود کو بے ہوش ہونے سے بچایا اور کفوں میں چھپے بلیڈوں سے ہاتھوں کے بندش کاٹنے لگا جلد ہی اس نے ہاتھ آزاد کرا لئے پھر پاؤں کی رسیاں کھولیں اور جوتے کی ایڑھی کھول کر اس میں سے مرہم کی ٹیوب اور درد کی گولیاں نکالیں۔ ایک گولی اُس نے خود کھائی ایک جولیا کے منہ میں ڈال دی پھر زخمی بازو پر مرہم لگایا۔ گولی گوشت پھاڑتی نکل گئی تھی۔

مرہم ایڑھی کے خلاء میں رکھ کر اُسے جوتے سے لگا کر اُس نے جولیا کی بندشیں کھولیں اور واچ ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کو کال کرنے لگا سلسلہ ملنے پر اُس نے رپورٹ دی

"معلوم کرنے کی کوشش کرو تم لوگ کس علاقے یا کس عمارت میں ہو" ایکسٹو بولا "ویسے پوری ٹیم حرکت میں ہے اور وہ لوگ تم تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں"

اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔ کیپٹن بابر پر پھر غشی طاری ہونے لگی تھی۔ درد ختم ہو چکا تھا مگر خون زیادہ بہہ جانے کے باعث نقاہت اُس پر حملہ آور تھی۔ چند لمحوں بعد اُسے ہوش نہ رہا جولیا کو بھی کچھ دیر بعد نیند نے آلیا۔ رات گزر گئی پھر دوسرا

دن گذر گیا مگر کسی نے اس کی خبر نہ لی۔ اس دوران دو بارہ ایکسٹو نے کال کر کے پوچھا تھا کہ وہ کس پوزیشن میں ہیں اور صفدر وہاں پہنچا ہے یا نہیں۔ بھوک سے دونوں کا بُرا حال تھا۔ شام کے وقت دو گن بردار اندر آئے۔ انہیں دیکھ کر گن بردار حیران زدہ ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

"تمہارے ہاتھ پاؤں کس نے کھولے ہیں"؟ ایک آدمی نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"کیپٹن بابر اور جولیا نے کوئی جواب نہ دیا۔ ایک آدمی اُن پر گن تانے کھڑا ہو گیا۔ دوسرا جیب سے رسی نکال کر اُن کے ہاتھ لپشت پر باندھنے لگا انہیں باندھنے کے بعد گن بردار انہیں لے کر باہر آئے اور ایک جانب چلنے لگے۔ بھوک و پیاس کی شدت سے جولیا اور کیپٹن بابر کے لئے چلنا دشوار ہو رہا تھا۔ وہ انہیں لئے ایک کمرے میں داخل ہوئے تو وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ صفدر ایک کرسی پر بندھا ہوا تھا جبکہ سفید فام باس انہیں کرسی پر بیٹھا گھور رہا تھا۔

"انہیں کرسیوں پر بیٹھا دو" باس نے حکم دیا۔

جولیا اور کیپٹن بابر کو کرسیوں پر بیٹھا دیا گیا۔ باس نے ان تینوں کا باری باری جائزہ لیا پھر صفدر سے بولا۔

"ڈھمپ ہاؤس کا فون نمبر کیا ہے۔" صفدر نے نمبر بتا دیا۔ باس بولا

"تم لوگوں کی زندگی کا انحصار ایکسٹو کے رویّہ پہ ہے۔ اگر وہ میرے

آدمی چھوڑ دے تو میں بھی تمہیں رہا کر دوں گا۔ اگر اس نے انکار کیا تو پھر تم لوگوں کو ابھی ہلاک کر دیا جائے گا" پھر اس نے فون پر ڈھمپ ہاؤس کے نمبر ملائے اور ریسیور کان سے لگا لیا۔ صفدر نے فوراً واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن اندر کو دبا دیا۔ اس کے خیال میں اب اس کی ضرورت نہیں رہی تھی۔

"مسٹر ایکسٹو۔ تمہارے تین ماتحت اس وقت میرے سامنے بندھے ہوئے ہیں۔ اور میں انہیں ہلاک کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اگر تم میرے آدمیوں سے ان کا تبادلہ کرنا چاہو تو مجھے خوشی ہوگی"۔

دوسری جانب سے نجانے کیا کہا گیا کہ باس مسکرانے لگا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آدھے گھنٹہ بعد دوبارہ فون کر لوں گا۔ مجھے اُمید ہے کہ تم اپنے کارکنوں کو موت کے منہ سے بچانے کا فیصلہ کر وگے"

اتنا کہہ کر اس نے ریسیور رکھ دیا۔ پھر اُس نے صفدر جولیا اور کیپٹن بابر سے کہا۔

"ایکسٹو نے سوچنے کی مہلت مانگی ہے۔ اس لئے فی الحال آدھے گھنٹہ تک تم موت سے دور ہو گئے ہو" وہ کچھ نہ بولے۔ وقت خاموشی سے گذرنے لگا۔ صفدر جولیا اور کیپٹن بابر سوچ رہے تھے کہ کیا واقعی ایکسٹو باس کے آدمی چھوڑ دے گا۔ باس سگریٹ پھونکتا ہوا وقفہ وقفہ سے گھڑی پر وقت دیکھ رہا تھا۔ تقریباً پچیس منٹ بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ اُس وقت کمرے میں صرف ایک

گن بردار کھڑا تھا۔

"کم اِن —" باس غرایا

"دروازہ کھلا اور اندر آنے والے کو دیکھ کر باس بے اختیار اُچھل پڑا۔

"اوہ۔ کارل تم —" اُس کے منہ سے نکلا۔

آنے والے سفید نام کارل کے بازو اور ٹانگ پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ اُس نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"یس باس —" کارل نے کنکھارتے ہوئے کہا "میرے ساتھ باقی لوگ بھی ہیں۔ ایکسٹو نے ہمیں رہا کرتے ہوئے ہم سے وعدہ لیا تھا کہ ہم اُس کے ماتحتوں کو آزاد کرائیں گے —"

پھر اُس نے بلند آواز سے کہا "آجاؤ —"

"دروازہ کھلا اور چار ٹالی گن بردار اندر آگئے۔ وہ بھی سفید فام تھے

"باس — اب آپ انہیں آزاد کر دیں —" کارل نے باس سے کہا —

"نہیں کارل — یہ تو میں نے ایکسٹو کو چکر دیا تھا۔ کلر فورس نے کبھی ہاتھ آئے شکار کو زندہ نہیں جانے دیا۔

اب تم آہی گئے ہو تو ان تینوں کو ہلاک کر دیا جائے گا" باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

پھر اس نے آنے والے گن برداروں سے کہا "پوزیشن سنبھال لو

اور ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دو ۔"

"لیکن ان سے پہلے تمہیں مرنا چاہیے" کارل نے یکدم آواز بدل کر کہا اور صفدر۔ جولیا اور کیپٹن بار بے اختیار اچھل پڑے۔ باس کا بھی یہی حال تھا ۔

عمران نے بلیک زیرو کو ڈھمپ ہاؤس میں طلب کر لیا تھا۔ اور اب دونوں موجودہ کیس پر تبادلہ خیال کر رہے تھے۔ عمران کے حکم پر اس کے ماتحت شہر میں مشتبہ سفید خاموں کو تلاش کرتے پھر رہے تھے جبکہ صفدر سے رات اور دن بھر کی خاموشی کے بعد کچھ دیر پہلے رابطہ قائم ہو سکا تھا۔ اس نے رپورٹ میں جس عمارت کا پتا بتایا تھا اس کی نگرانی کے لئے عمران نے چوہان کو ہدایت دی تھیں اور ایک منٹ پہلے ہی چوہان نے بتایا تھا کہ وہ عمارت خالی ہے اور باہر کرایہ کے لئے خالی کا بورڈ لٹک رہا تھا۔ عمران کو پہلے ہی اس امر کا امید تھی۔ کارل کا فرار ہونے والا ساتھی اپنے تعاقب سے آگاہ ہونے کے باوجود اپنے ایک ٹھکانے پر لے گیا تھا جہاں صفدر کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔ صفدر

سے تقریباً اکیس گھنٹوں بعد رابطہ قائم ہوا تھا۔ اور مجرم اتنے بے وقوف نہیں تھے کہ اس دوران وہ عمارت خالی نہ کر دیتے۔

"مجرم بہت چالاک ہیں جناب۔" بلیک زیرو کہہ رہا تھا "آپ کو چاہیے تھا کہ ان لوگوں کو مرنے نہ دیتے۔"

"حماقت ہو گئی۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا "مجھے چاہیے تھا کہ میں کارل اور اس کے ساتھیوں کی اسٹین گنیں میگنیٹک پلیٹ کے ذریعے اچک لیتا مگر میرے ذہن میں یہ خیال نہیں آسکا تھا کہ کارل اپنے ساتھیوں کے بعد خود کو بھی ہلاک کرے گا۔

"اب کیا پروگرام ہے؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ممبرز کو کال کر کے یہاں بلوالو۔ میں اُن پر کارل کے مردہ ساتھیوں کا میک اپ کروں گا اور خود کارل کا ہمشکل بن جاؤں گا۔"

"مگر ہمشکل بن کر کیا کریں گے۔ مجرموں کا ٹھکانا تو اب تک معلوم نہیں ہو سکا" بلیک زیرو نے حیرت سے کہا۔

"ہو جائے گا۔ ہو جائے گا۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے احمقانہ لہجے میں کہا "کبھی تو بلی تھیلے سے باہر آئے گی میں اور میرے ساتھی سڑکوں پر گشت کریں گے تو مردہ کے کارکن خود ہی ہمیں پہچان کر اپنی جانب متوجہ کر لیں گے۔ تم ممبروں کو کال کر دو۔ تنویر، خاور چوہان اور صدیقی کو بلانا۔"

بلیک زیرو نے اس کی بات سمجھتے ہوئے سر ہلایا اور رواچ ٹرانسمیٹر پر

باری باری ممبران کو وہاں پہنچنے کی ہدایات دینے لگا۔ کال کرنے سے فارغ ہوا ہی تھا کہ اچانک عمران کی واچ ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا۔ اس نے فوراً واچ کا ونڈ بٹن باہر کھینچ دیا۔ واچ سے ہلکی ہلکی آواز خارج ہونے لگی۔

"ہیلو باس۔ سائبر وجن کالنگ اوور۔"

"یس سائبر وجن۔ اوور۔"

"باس۔ باس۔ میں کامیاب ہو گیا ہوں۔" پہلی آواز سنائی دی عمران اور بلیک زیرو جوں جوں وہ گفتگو سنتے گئے، ان کے چہروں کے تاثرات بدلتے چلے گئے۔ جلد ہی وہ گفتگو ختم ہو گئی۔ پھر باس کی ہی آواز سنائی دی۔

"اب تم بتاؤ۔ ہمارے ساتھی ڈھمپ ہاؤس میں کیسے گرفتار ہوئے۔؟"

"مجھے معلوم نہیں۔" صفدر کی آواز سنائی دی۔ "البتہ اتنا پتہ ہے کہ ایکسٹو نے انہیں گرفتار لیا تھا۔"

"ہوں خیر کوئی بات نہیں۔ میں اپنے ساتھیوں کا ایکسٹو سے بھیانک انتقام لوں گا لیکن پہلے میں کوشش کروں گا کہ وہ اپنے آدمیوں کا میرے آدمیوں سے تبادلہ کرے۔" باس نے کہا۔ پھر وہ کسی اور سے مخاطب ہو کر بولا۔ "جاؤ۔ اس کے ساتھیوں کو یہاں لے آؤ۔"

بلیک زیرو کچھ کہنا چاہتا تھا۔ مگر عمران نے اُسے ہاتھ سے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ صفدر نے عقلمندی کی تھی کہ اپنی ٹرانسمیٹر واچ آن کر دی تھی۔ تقریباً تین منٹ کی خاموشی کے بعد باس کی آواز سنائی دی۔" انہیں کرسیوں پر بٹھا دو"

"ڈھمپ ہاؤس کا فون نمبر کیا ہے؟"

جواب میں صفدر نے اُسے فون نمبر بتایا۔ باس کی آواز آئی۔

"تم لوگوں کی زندگی کا انحصار ایکسٹو کے رویہ پر ہے۔ اگر وہ میرے آدمی چھوڑ دے تو میں بھی تمہیں رہا کر دوں گا اگر اس نے انکار کیا تو پھر تم لوگوں کو بھی ہلاک کر دیا جائے گا۔" اسی لمحے فون کی گھنٹی بجی۔ عمران نے جلدی سے واچ ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے ریسیور اُٹھا لیا۔ دوسری جانب کی آواز سن کر عمران کی پیشانی پر بل پڑ گئے اس نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر بلیک زیرو سے سرگوشی کی اور بلیک زیرو فوراً اٹھ کر کنٹرول روم سے باہر نکل گیا۔

"دیکھو مسٹر —" عمران نے اجنبی سے کہا جو مجرم گروہ کا باس ہی لگتا تھا۔" تمہارے آدمی بے شک میری قید میں ہیں لیکن میں اس مسئلہ پر سوچے بغیر تمہاری پیشکش قبول نہیں کر سکتا۔ مجھے کم از کم آدھا گھنٹہ سوچنے کے لئے دو۔ میں سوچوں گا کہ اس تبادلے میں تم کس حد تک مخلص ہو۔ لیکن ایک بات یاد رکھو اگر تم نے مجھے دھوکا دینے کی کوشش کی یا میرے کسی آدمی کو کوئی نقصان

پہنچا تو تم اس ملک سے زندہ واپس نہ جا سکو گے۔ میں تمہارے پورے گروہ کو اس ملک کی خاک میں دفن کر دوں گا۔ بہر حال آدھے گھنٹے بعد فون کر لینا۔" دوسری جانب کی آواز سننے کے بعد عمران نے ، رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد بلیک زیرو اندر آیا۔ اس نے دوسرے کمرے کے فون سے ایکس چینج کو کال کیا تھا اور معلوم کیا تھا کہ ڈھمپ ہاؤس کے نمبروں پر کہاں سے کال ہو رہی ہے۔ اُس نے عمران کو فون نمبر بتایا جس سے باس نے بات کی۔ عمران نے تیزی سے میز کے نچلی دراز کھول کر ٹیلیفون ڈائرکٹری نکالی اور اس میں وہ فون نمبر تلاش کرتے ہوئے بلیک زیرو کو باس کی پیشکش کے بارے میں بتانے لگا جلد ہی اُس نے فون نمبر تلاش کر لیا۔ جس عمارت کا وہ فون نمبر تھا اس کا مکمل پتا درج تھا۔

عمران نے ایک کاغذ پر پتا نوٹ کیا اور ڈائرکٹری بند کرتا ہوا بلیک زیرو سے بولا۔

"تم نعمانی کو کال کر کے اشرف آباد کی کوٹھی نمبر تینتیس بلاک اے کی نگرانی کا حکم دو۔ میں دوسرے کمرے سے وزارت دفاع کو فون کرتا ہوں۔ سائبر وجن کا فوری طور پر گرفتار ہونا بہت ضروری ہے۔"

اتنا کہہ کر عمران اٹھ گیا دوسرے کمرے میں آکر اس نے فون پر بحیثیت ایکسٹو وزیر دفاع کی رہائش گاہ کے نمبر ملائے۔ اور ان سے دو منٹ تک بات کرنے کے بعد فون بند کر دیا۔ پھر وہ باہر نکلا ہی تھا کہ جوہان

اور خاور راہداری میں نظر آئے۔ عمران نے انہیں دیکھ کر فرشی اسلام جھاڑا۔ اس پر وہ ہنس پڑے۔ عمران نے وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا اور انہیں لے کر اس کمرے میں گھس گیا جس میں کارل اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی تھیں۔ اتنے میں تنویر اور صدیقی بھی آگئے عمران نے ان پر کارل کے ساتھیوں کا میک اَپ کیا اور خود میک اَپ کے ذریعے کارل کا ہمشکل بنا لیا۔ انہیں ٹامی گنیں دے کر اور انہیں ساتھ لے کر وہ باہر آیا اور ایک کار میں انہیں لے کر چل پڑا۔ ایک زیرو اسکرین پر ان کی روانگی کا منظر دیکھ رہا تھا۔

تیز رفتاری اور شارٹ کٹ راستوں سے وہ صرف پانچ منٹ میں منزل پر پہنچ گئے۔ کار سڑک پر ہی چھوڑ کر عمران اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مطلوبہ عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ اے بلاک کی عمارت نمبر تینتیس پر پہنچ کر عمران نے گیٹ پر دستک دی۔ چند لمحوں بعد گیٹ کھلا۔ گیٹ کھولنے والا گن بردار سفید فام انہیں دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا

"اوہ مسٹر کارل — آپ — آپ آگئے —"

"ہاں — باس کس کمرے میں ہیں —؟" عمران نے کانپتے ہوئے کارل کے لہجے کی نقل کی

"بائیں جانب کے چوتھے کمرے میں —" اس نے جواب دیا۔

عمران نے کمپاؤنڈ میں کسی کو نہ پا کر چوہان کو اشارہ کیا اور اس

نے سفید فام لے سر پر ٹامی گن کا دستہ رسید کر دیا وہ بے ہوش ہوکر گر پڑا۔ عمران انہیں لے کر آگے بڑھنے لگا۔ راہداری میں آ کر وہ چوتھے کمرے کے دروازے پر رُکے عمران نے دروازے کی، کی ہول سے جھانک کر پہلے اندر کا منظر دیکھا۔ پھر دستک دی۔

"کم اِن ۔" اندر سے باس کی غراہٹ اُبھری۔

عمران اپنے ساتھیوں کو باہر رُکنے کا اشارہ کرتا ہوا اندر داخل ہوا۔ کمرے میں ایک اسٹین گن بردار کھڑا تھا۔ ایک سفید فام کرسی پر بیٹھا اُسے حیرت سے دیکھ رہا تھا جبکہ تین کرسیوں پر صفدر، کیپٹن بابر اور جولیا بندھے بیٹھے تھے۔

"اوہ ۔ کارل ۔ تم ۔" باس کے منہ سے نکلا۔

"یس باس ۔" عمران نے کھنکارتے ہوئے کارل کے لہجے کی نقل کی۔" میرے ساتھ باقی لوگ بھی ہیں۔ ایکسٹو نے ہمیں رہا کرتے ہوئے ہم سے وعدہ لیا تھا کہ ہم اس کے ماتحتوں کو آزاد کرائیں گے۔"

پھر اس نے بلند آواز سے کہا۔" آجاؤ ۔"

وہ چاروں دروازہ کھول کر اندر آگئے۔ صفدر، کیپٹن بابر اور جولیا حیرت اور الجھن سے انہیں گھور رہے تھے۔

"باس ۔ اب آپ انہیں آزاد کر دیں ۔" عمران نے باس سے کہا

"نہیں کارل ۔ یہ تو میں نے ایکسٹو کو چکر دیا تھا۔ بلکہ فورس نے

کبھی ہاتھ آئے شکار کو زندہ نہیں جانے دیا۔" باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اب تم آ ہی گئے ہو تو ان تینوں کو ہلاک کر دیا جائے گا۔"

پھر اس نے عمران کے ساتھ آنے والے تنویر، چوہان، صدیقی اور خاور سے کہا۔

"پوزیشن سنبھال لو۔ اور ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دو۔"

انہوں نے کوئی حرکت نہ کی عمران اصل آواز میں بولا۔ "لیکن ان سے پہلے تمہیں مرنا چاہیئے۔"

اس کی آواز سنتے ہی باس کے علاوہ صفدر۔ کیپٹن بابر اور جولیا بھی اچھل پڑے۔ مگر دوسرے ہی لمحے وہ تینوں مسکرانے لگے جبکہ باس کے چہرے پر پریشانی پھیل گئی تھی۔

"تم ۔۔۔ تم کارل نہیں ہو ۔۔۔؟" وہ سٹپٹا کر بولا۔

عمران کے اشارے پر چوہان نے تیزی سے بڑھ کر باس کے ساتھی گن بردار کی کمر سے گن لگا دی جو حیرت سے گنگ کھڑا تھا۔ صفدر جو کافی دیر پہلے اپنی بندشیں کفوں میں چھپے ملبڈوں سے کاٹ چکا تھا۔ اٹھا اور اس آدمی کے ہاتھ سے گن چھین کر باس پر تان لی۔ تب کیپٹن بابر بھی کھڑا ہو گیا۔ وہ بھی اپنی بندشیں ۔ کاٹ چکا تھا۔ اس نے جولیا کے ہاتھ کھول دیئے۔

"میں کارل نہیں مورل ہوں ۔ یعنی تمہاری عیاری و مکاری اور ایکسٹو کو چیلنج کرنے کا نتیجہ عرف علی عمران پی ایچ ڈی سمیت

متعدد ڈگریاں یافتہ احمق ۔" عمران نے احمقانہ لہجے میں باس سے کہا اور باس حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا ۔ پھر لاپروائی سے بولا ۔

"خیر ۔۔۔ اب تم لوگ آ ہی گئے ہو تو بچ کر نہیں جا سکتے ۔"

"کک ۔۔۔ کیا ۔۔۔" ! عمران بوکھلا کر بولا ۔ "کیا تم سنجیدہ ہو بڑے بھائی ۔"

"ہاں ۔۔۔" وہ عمران کو گھورتا ہوا بولا ۔ "تم سب کو بے دردی سے ہلاک کر دیا جائے گا ۔"

"پپ ۔۔۔ پتا نہیں ۔ تم کیسی ہولناک باتیں کر رہے ہو ۔ میرا تو دل ڈوب رہا ہے ۔۔۔" عمران دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے ہکلایا ۔

اس کے ساتھی مسکرانے لگے تھے ۔ مگر اسی لمحے باس نے میز کی سائڈ میں لگا ایک بٹن دبا دیا ۔ دوسرے ہی لمحے وہ کرسی سمیت فرش میں گرتا چلا گیا ۔ عمران تیزی سے اس کی طرف لپکا ۔ جہاں چند لمحے پہلے باس کی کرسی پڑی تھی وہاں اب فرش میں ایک چوکور خلا نظر آ رہی تھی ۔ عمران تیزی سے اس میں کود گیا اور عین اسی لمحے وہ خلا بند ہو گیا ۔ فرش کا ایک ٹکڑا بائیں جانب سے کھسک کر خلا پر آ گیا تھا ۔ عمران اندھیرے میں تقریباً سات فٹ گہری جگہ پر گرا ۔ اور کرسی سے ٹکرا گیا ۔ بائیں جانب سے کسی کے دوڑتے قدموں کی آہٹیں سنائی دے رہی تھیں ۔ عمران نے جیب سے ریوالور نکالا اور اسی جانب دوڑتا ہوا فائرنگ کرنے لگا ۔ چونکہ وہ حرکت میں تھا

اور پھر وہاں گہری تاریکی تھی اس لئے اندازہ غلط ثابت ہوا پہلی دو گولیاں بیکار گئیں۔ مگر تیسرے فائر پر ایک چیخ گونجی اور اس کے گرنے کی آواز سنائی دی۔ تب عمران کو ٹارچ کا خیال آگیا جو اس کی جیب میں موجود تھی۔

اُس نے پنسل ٹارچ نکال کر روشن کی۔ روشنی کے محدود دائرے میں وہ سرنگ نما تہہ خانے میں چلتا ہوا اس جگہ جا پہنچا جہاں باس اوندھے منہ گرا ہوا تھا۔ گولی اس کی ران میں لگی تھی۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ عمران نے اس کی دوسری ران میں گولی اتار دی باس پھر چیخا اور کراہنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

عمران اُسے ٹانگوں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا اس جگہ لے آیا جہاں خلا میں سے گرا تھا مگر اب وہاں چھت برابر ہو چکی عمران نے ٹارچ کی روشنی میں جلد ہی دیوار پر لگا ایک بٹن تلاش کر لیا۔ بٹن دباتے ہی چھت کا ایک چوکور ٹکڑا اپنی جگہ سے ایک طرف کھسک گیا اور کمرے کی روشنی سرنگ میں پڑنے لگی۔ وہاں ایک آہنی سیڑھی پڑی تھی۔ عمران نے اُسے اٹھا کر دیوار کے ساتھ لگایا۔ جولیا نے اوپر سے جھانکا اور ہٹ گئی۔ عمران سیڑھی کے ذریعے اوپر پہنچا تو کمرے میں صرف جولیا تھی سفید فام ایک جانب بے ہوش پڑا تھا۔

"کہاں گئے وہ ؟" عمران نے بے اختیار پوچھا۔

"دوسرے لوگوں کو گرفتار کرنے" جولیا نے بتایا "باس کہاں ہے؟"

”نیچے بے ہوش پڑا ہے۔“ عمران نے کہا۔
اور دوبارہ سرنگ میں اتر گیا۔ اُس نے باس کا بے ہوش جسم کندھے پر لدا اور اوپر آگیا۔ اسی لمحے اس کے ماتحت تین سفید فاموں کو گنوں کی زد میں لئے کمرے میں داخل ہوئے اور سفید فام اپنے باس کو دیکھ کر پہلے سے زیادہ خوفزدہ نظر آنے لگے۔

ڈھمپ ہاؤس میں پہلی بار تمام ممبرز جمع تھے۔ اس سے پہلے بھی یہ عمارت دیکھ چکے تھے مگر جمع ہونے کا یہ پہلا ہی اتفاق تھا دانش منزل کی طرح وہاں بھی ایک میٹنگ ہال تھا جس میں نیم دائرہ میں آرام دہ کرسیاں لگائی گئی تھیں۔ کرسیوں کی تعداد ممبران کے مطابق ہی تھی البتہ سامنے کے رُخ ایک ریوالونگ چیئر موجود تھی ریوالونگ چیئر کے علاوہ قطار میں بھی ایک کرسی خالی پڑی تھی۔ کیونکہ عمران غائب تھا۔ باقی ممبرز موجودہ کیس کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کسی کو کچھ پتا نہ تھا کہ مجرموں کا اصل مشن کیا تھا۔ ایکسٹو نے انہیں کیس کی تفصیلات بتانے کے لئے طلب کیا تھا۔ عمران کو موجود نہ پاکر جولیا کچھ بجھ

سی گئی تھی البتہ تنویر مطمئن نظر آ رہا تھا کہ عمران اُس پر طنز کرنے کے لیے موجود نہیں تھا۔

"ہیلو ممبرز ———"، دفعتاً گول میں پوشیدہ اسپیکر سے ایکسٹو کی مخصوص آواز ابھری "یقیناً تم کچھ جاننے کے لئے بے چین ہو گئے"

"یس سر ———" جولیا نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر عمران صاحب نہیں آئے ———" صفدر نے گویا اطلاع دی

"اس کا یہاں موجود نہ ہونا ہی بہتر ہے" ایکسٹو نے کہا "ورنہ وہ حماقتیں کرتا اور تمہیں شکایت ہوتی"

"یہ بات نہیں سر ———" کیپٹن بابر نے جلدی سے کہا "ہمیں اُن سے کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ بلکہ ان کی حماقتوں سے بوریت دور ہوتی ہے اور وقت اچھا گزرتا ہے ———"

"خیر ——— اب وہ نہیں آیا تو یقیناً کسی کام میں الجھا ہوا ہوگا" ایکسٹو نے لاپرواہی سے کہا "کیس کی ابتدا کیپٹن فیاض کی بیوی سے ہوئی۔ مجرموں نے آتے ہی سب سے پہلے عمران کو راستے سے ہٹانے اور مجھے ختم کرنے کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ منصوبے کے تحت ان کے ایک آدمی نے عمران کے میک اپ میں کیپٹن فیاض کی بیوی سے دست درازی کرنے کی کوشش کی اور فیاض عمران پر چڑھ دوڑا لیکن بعد میں کیپٹن کی بیوی نے عمران سے ملاقات کرنے کے بعد تصدیق کر دی کہ مجرم عمران نہیں عمران کا ہمشکل تھا۔

اُس رات جولیا نے ہوٹل میں کھانا کھاتے ہوئے ایک سفید فام کو ٹریس کیا جو کہ میک اپ میں تھا۔ جولیا نے اس کا ایک دوسرے ہوٹل تک تعاقب کیا مگر وہاں اُس سفید فام نے اور اُس کے ساتھی مائیکل نے جولیا کو پکڑ لیا ہنگامے کے دوران پارکر مائیکل کی گولی لگنے سے ہلاک ہو گیا اور مائیکل جولیا کو بے ہوش کر کے اپنے ایک اڈے پر لے گیا۔ دوسرے دن عمران کو ہلاک کرنے کے لئے عمران کے فلیٹ کے باتھ روم میں کوبرا سانپوں کا ایک جوڑا چھوڑ دیا گیا۔ لیکن عمران بچ گیا۔ دوسری طرف کیپٹن بابر نے اپنی کار کو سائیڈ مارنے والی شیورلیٹ کا تعاقب کیا تو شیورلیٹ والا مجرم گروہ کا آدمی نکلا۔ اُس نے اپنے ساتھیوں کو مدد کے لئے بلایا اور کیپٹن بابر کو بے ہوش کر کے لے گئے۔ جولیا نے ہوش میں آنے کے بعد مجھے رپورٹ دی۔ مجرموں نے اُس سے دانش منزل کا پتا پوچھا تو میری ہدایت پر اُس نے انہیں ڈھمپ ہاؤس کا پتا بتا دیا۔

مجرموں نے رات کے وقت ڈھمپ ہاؤس پر حملہ کیا میں ان کے استقبال کے لئے پہلے ہی تیار تھا۔ انہیں پکڑ لیا گیا اور میری ہدایت پر صفدر نے اُن کے ایک ساتھی کا تعاقب کیا۔ چنانچہ اُس آدمی نے اپنے باس کے ٹھکانے کا رُخ کرنے کی بجائے اس ٹھکانے کا رُخ کیا جہاں کیپٹن بابر قید تھا۔ اور اپنے ساتھیوں کی مدد سے انہوں نے صفدر کو پکڑ کر قید کر لیا۔

جب باس کو ڈھمپ ہاؤس پر حملہ کی ناکامی اور اپنے آدمیوں کی گرفتاری کی اطلاع ملی تو اُس نے فوری طور پر ٹھکانا تبدیل کر لیا اور اس عمارت میں آگیا جہاں سے پچھلی رات اُسے گرفتار کیا گیا تھا مجرم اپنے آدمیوں سے جولیا صفدر اور کیپٹن کا تبادلہ کرنا چاہتا تھا اس دوران اس نے ٹرانسمیٹر پر ایک کال رسیور کی تو صفدر نے احتیاطاً اپنا واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا جس سے مجھے پتا چل گیا کہ مجرموں کا اصل مشن بہت خطرناک ہے۔ باس نے مجھے فون کر کے اپنے آدمیوں کے تبادلہ کی پیشکش کی تو میں نے اس سے کچھ دیر کی مہلت مانگی اور اس کے گرفتار شدہ ساتھیوں جنہوں نے گرفتار ہوتے ہی خودکشی کر لی تھی۔ کے میک اپ میں عمران، چوہان، خاور صدیقی اور تنویر کو اُس کے ٹھکانے پر بھیج دیا۔ اپنی قید کے دوران صفدر کیپٹن بابر اور جولیا کوشش کے باوجود اس عمارت کا محل وقوع نہ جان سکے۔ مگر جب مجرم نے مجھے فون کیا اور یہی اُس کی سب سے بڑی غلطی تھی۔ تو میں نے ایکسچینج سے اس کے نمبر معلوم کر کے عمارت کا ایڈریس ڈائرکٹری میں دیکھ لیا تھا۔"

ایکسٹو خاموش ہوا تو جولیا نے چند لمحوں کے توقف کے بعد سوال کیا۔

"سر۔ مجرم دراصل کون تھے اور ان کا اصل مشن کیا تھا۔؟"

"مجرم گروہ کا نام کلر فورس تھا۔ یہ تنظیم بہت سے ملکوں

میں بدنام ہے۔ باس اس تنظیم کا سربراہ تھا۔ معاوضے پر کام کرنے والی اس تنظیم سے مختلف ممالک اپنے دشمن ممالک کی اہم شخصیتوں کو قتل کرانے یا وہاں کے راز اڑانے کا کام لیتے تھے۔ ہمارے دشمن ملک نے بھی بھاری معاوضہ پر ان کی خدمات حاصل کیں۔ کچھ عرصہ پہلے حکومت نے خفیہ طور پر اپنے چند دوست ممالک سے یورینیم حاصل کیا تاکہ مستقبل میں ایٹمی ہتھیار تیار کئے جائیں۔ یہ یورینیم اور اس کے استعمال کے لئے کاگشت سے ڈیڑھ سو میل دور ویران پہاڑوں میں ایک اسٹیشن بنایا گیا۔ کسی طرح ہمارے دشمن کو اس کی بھنک مل گئی۔ اس نے کلر فورس کے ذمہ یہ کام لگایا کہ وہ اسٹیشن تلاش کرے اور اسے تباہ کر دے کلر فورس کو دس لاکھ ڈالر کے معاوضہ میں سے اڑھائی لاکھ ڈالر ادا کئے گئے تھے۔

یہاں آکر کلر فورس نے کوشش کی کہ کسی مدد کے بغیر اسٹیشن تلاش کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے اس نے اپنا ایک آدمی تلاش پر مقرر کیا جس نے پانچ دن کی کوشش کے بعد وہ اسٹیشن تلاش کر ہی لیا۔ لیکن جب اس نے اپنی کامیابی کی اطلاع باس کو دی اس وقت صفدر نے باس کے کمرے میں اپنا واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ چنانچہ باس اور اس کے آدمی کے درمیان اسٹیشن کو تلاش کرنے کی کامیابی کے جو مکالمے ہوتے وہ مجھ تک واچ ٹرانسمیٹر کے ذریعے

پہنچے اور میں نے وزیر دفاع کو اس سے آگاہ کر دیا۔ وزیر دفاع نے فوری طور پر اسٹیشن کمانڈر کو اطلاع دی اور باس کے اس ساتھی سائبر وحین کو گرفتار کر لیا گیا۔ اب اور کوئی سوال رہ گیا ہو تو عمران سے پوچھ لینا وہ آرہا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی اسپیکر خاموش ہو گیا۔ ممبران نے طویل سانس لے کر اعصاب ڈھیلے چھوڑ دیئے۔ ٹھیک اسی لمحے ہال کا دروازہ کھلا اور عمران اپنی تمام تر حماقتوں سمیت اندر آگیا۔ وہ لوگ اُسے دیکھ کر مسکرانے لگے۔ جواب میں عمران نے بھی لنگور کی طرح دانتوں کی نمائش کر دی اور ممبرز بے ساختہ ہنس پڑے۔

ختم شُد

احمق اعظم علی عمران اور موت کے متلاشی میجر پرمود کا مشترکہ کارنامہ

ہینڈز اپ

مصنف: صفدر شاہین

ایک خوفناک منصوبہ ۔ ایک خطرناک سازش اور اس سازش کا شکار ہونے والے دو افراد احمق اعظم علی عمران اور موت کا متلاشی میجر پرمود ۔ لیکن مجرموں کا اصل منصوبہ تو کچھ اور ہی تھا قدم قدم پر ہنگامہ ۔ حسین و نوخیز جوانیوں کی عیاریاں اور عمران کی حماقتیں ۔

شائع ہو گیا ہے ۔ آج ہی طلب فرمائیں

قیمت ۹/- روپے